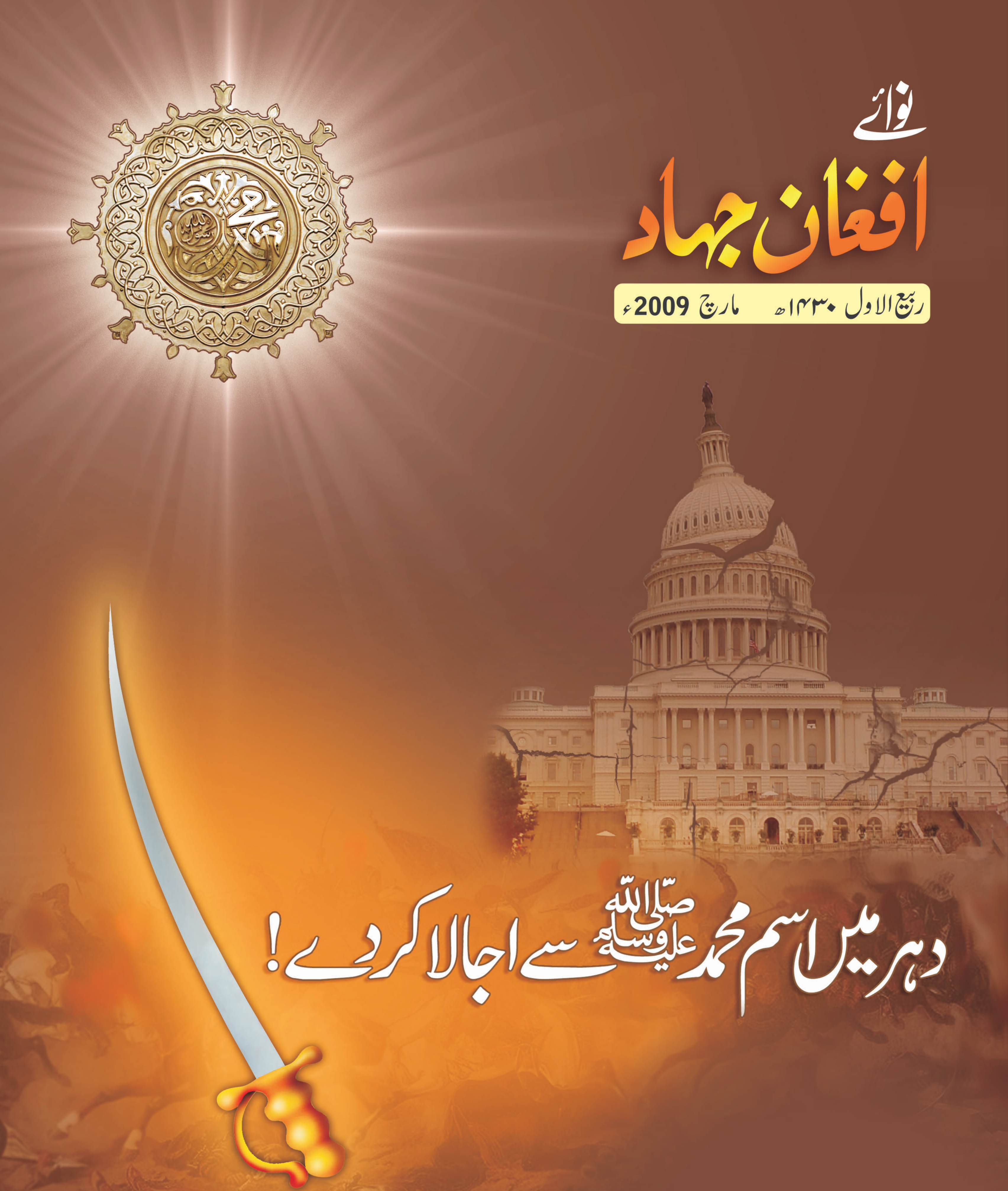


نوائے
افغان جہاد
ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مارچ 2009ء
دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے!



خاتم الانبیاءؑ رحمتِ دو جہاں، حامیٔ بیکساں، شافعِ عاصیاں
نُورِ کون و مکاں، نازِ رُوحانیاں، غیرتِ قُدسیاں، فخرِ پیغمبراں

جس کے اخلاق کی ہر طرف ہے مہک، جس کے جلوؤں کی ارض و سما میں چمک
جس کا انصاف محکم ہے اور بے لچک، جس کی تعلیم انسانیت کی زباں

جس نے صحرا نشینوں کی تہذیب کی، جس نے اوراقِ فطرت کی ترتیب کی
جس نے حق کے صحیفوں کی تصویب کی، جس نے علم و عمل کو کیا ہم عناں

ذات پر جس کی اتمامِ نعمت ہوا، ساتھ ہی ختم دورِ نبوت ہوا
ہر شرف آپ ہی کو ودیعت ہوا، قاسمِ کوثر و سلسبیل و جناں

جس کی چادر میں پیوند لگے، جس نے دکھ بھی سہے، جس نے فاقے کیے
جس نے سب کچھ کیا آدمی کے لیے، جس کے دامن میں ملتا ہے امن و اماں

غزوہ بدر و خیبر کے میرِ سپاہ، تیری ٹھوکر میں تاج و تخت و کلاہ
تیغ کے ساتھ ضربتِ لا الہ، فتح و نصرت نے دی بتکدوں میں اذاں

کور چشموں کو اہل نظر کر دیا، راہزن تھے انھیں راہبر کر دیا
جس نے تاریکیوں کو سحر کر دیا، ہو گئے ریگ زاروں سے چشمے رواں

جس کا پیغام، پیغامِ توحید تھا، کوئی حاجت روا ہے نہ مشکل کشا
صرف تنہا خدا، صرف تنہا خدا ہے، ہے وہی کارساز اور وہی غیب داں

اے نویدِ مسیحاؑ دعائے خلیلؑ! آبروئے سخن تیرا ذکرِ جمیل
تُو کہ خود ہے صداقت کی روشن دلیل، تیرا نقشِ قدم زندگی کا نشاں

شاعر: ماہر القادری

خلافت یا جمہوریت

مولانا محبوب الحسن بخاری

جمہوریت: اقدار اور مقاصد

جمہوریت (Rebublic) دراصل سرمایہ داری کی اقدار کو نافذ کرنے کا نظام اقتدار ہے، سرمایہ دارانہ نظام میں جس قدر کا فروغ ہوتا ہے وہ برابری کی آزادی ہے لہٰذا جمہوریت (Republic) کو بطور آلہ کار اور ذریعہ استعمال کر کے سرمایہ دارانہ اقدار کا فروغ کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جمہوریت (Republic) کو اس سے منسلک ایمانیات سے ہٹا کر دیکھنا لاعلمی ہے، جمہوریت میں انہی اقدار کا فروغ ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے جس کے لیے اس کو بنایا اور قائم کیا گیا ہے۔ جمہوریت کا انگریزی ترجمہ میں نے Republic کیا ہے نہ کہ Democracy اس کی بنیادی وجہ یہ ہے ڈیمو کریسی Republic کی فرع ہے اور وہ اس کی اصل ہے فرع میں اصل شامل ہوتا ہے۔ اس طور پر کہ وہ اصل ہی کی فرع ہوتی ہے۔ Republic دراصل وہ نظام اقتدار ہے جس میں فیصلے انسان اپنی مرضی سے، کرتا ہے نہ کہ اپنے سوا کسی اور کی مرضی سے یعنی ریاست کیا نافذ کرے گی اور کس کو فروغ دے گی اس بات کا فیصلہ انسان خود کرے گا نہ کہ خدا ، نہ رسم ورواج اور مذہب۔

مغربی تہذیب کی ایمانیات یہ ہے کہ انسان قائم بالذات آزاد نا قابل مواخذہ ہستی ہے لہٰذا خیر وشر کو وہ خود عقل کے ذریعے طے کرنے ، اس کی تعبیر کرنے اور اس پر عمل کرنے کا مکلّف ہے۔ اس ایمانیات سے نکلنے والا اچھی زندگی کا تصور یہ ہے کہ اچھی زندگی وہ ہے جس میں ہر انسان کو اس طور پر آزادی ملے جس میں وہ اپنی مرضی کے مطابق نفسانی خواہشات کو پیدا کرنے، تنوع کرنے اور ان کو مکمل کرسکنے پر قادر ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان خود کیسے درست فیصلہ کرے گا؟۔ انسان اپنے فیصلے اپنی عقل کے ذریعے سے پرکھے گا کہ یہ فیصلہ عقل کے معیار پر درست ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ Rebublic میں انسان خود اپنی مرضی سے عقل کے ذریعے فیصلے کرتا ہے اور اس عقل کے معیار پر پورا اترنے والی قدر اور حق آزادی ہے۔ لہٰذا ریاست کا کام صرف آزادی کا فروغ ہے۔ ری پبلک کا تصور ہمیں سب سے پہلے افلاطون، ارسطو، ہابس، میکاولی، لاک، روسو وغیرہ اور اس کے بعد آنے والے تمام مفکرین میں ملتا ہے جو اس طرز کی ریاست کو وجہ جواز فراہم کرتے ہیں اور اسی طرز کی ریاست کو حق جانتے ہیں۔

اب اس طرز ریاست اور نظام اقتدار میں مختلف نظام حکومت قائم کیے جاسکتے ہیں جن میں اشرافیہ، جمہوریت اور بادشاہت وغیرہ ہوسکتے ہیں۔ افلاطون بنیادی طور پر ری پبلک کا حامی تھا لیکن جمہوریت کے خلاف تھا اس کا خیال تھا کہ تمام انسان عقل کے ذریعے حق نہیں جان سکتے لہٰذا نظام حکومت میں تمام لوگ نہیں بلکہ چند یا ایک فلسفی کنگ حکومت کرے گا۔ (ری پبلک۔ افلاطون) اسی طرح ارسطو بھی ری پبلک کا زبردست حامی اور داعی تھا لیکن جمہوریت کو اس نے بھی سخت ناپسند کیا۔ پورے یونان میں عقل کا تو چرچا تھا لیکن برابری کا کوئی تصور نہ تھا شہری سے صرف مشاورت کی جاسکتی تھی اور شہری صرف اور صرف آزاد مرد تھے ان میں عورتیں اور غلام شامل نہ تھے۔ مغرب میں برابری کا تصور رومی لے کر آئے اور بتایا کہ سب لوگ عاقل ہیں اور اس میں سب برابر ہیں عورتیں اور غلام بھی۔ (Encyclopedia of Britanica)

جمہوریت وہ نظام حکومت ہے جو اصولی طور پر Republic کو خاص انداز میں قائم کرتی ہے جس میں فیصلے تو لوگوں کی ہی مرضی کے مطابق ہوں گے لیکن ایک خاص انداز میں اور وہ خاص انداز یہ ہے کہ لوگ اپنے نمائندے منتخب کر کے ایوان زیریں میں بھیجیں گے جو لوگوں کی خواہشات اور آرزوؤں کے مطابق قانون سازی یعنی قانون بنائیں گے اور یہ قانون صرف اور صرف لوگوں کی خواہشات نفسانی کا تحفظ کریں گے اور اگر منتخب نمائندگان اس طرح کی قانون سازی میں ناکام رہے تو لوگوں (عوام الناس) کو اس بات کا پورا حق ہوگا کہ وہ ان منتخب نمائندگان کو مسترد کر کے نئے نمائندگان منتخب کر کے اپنی خواہشات کا تحفظ کریں۔ (لاک)

ری پبلک اور سرمایہ داری میں چولی دامن کا ساتھ ہے ری پبلک ہی وہ ادارہ ہے جس کے ذریعے سے سرمایہ داری اپنے اہداف حاصل کرتی ہے اور جمہوریت تو محض اس کی ایک خاص (Form) شکل ہے۔ لہٰذا جمہوریت چاہے براہ راست (Direct) ہو یا دستوری (Constitutional) اپنی اصل میں ری پبلک کی فرع ہے اور ری پبلک دراصل سرمایہ داری کے فروغ کا ذریعہ اور آلہ کار ہے اور سرمایہ داری دراصل اس بات کا اقرار ہے کہ انسان زمان ومکان سے آزاد قائم بالذات حقیقت ہے جو اپنا خالق خود ہے، خیر وشر کے تعیّن کے لیے اسے اپنے علاوہ کسی پر تکیہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

انسان بحیثیت آزاد قائم بالذات ہونے کے ناطے سے تین حقوق رکھتا ہے

(1) زندگی (2) آزادی (3) ملکیت

یہ تینوں بنیادی اور فطری انسانی حقوق ہیں اور انہی حقوق کی فراہمی سے

انسان اپنی ذات کی تکمیل اور زندگی کے معانی کی کھوج لگا سکتا ہے۔ (جان لاک، An Essau H.Unde) ان بنیادی حقوق سے آپ اسی وقت کما حقہ استفادہ حاصل کر سکتے ہیں جب آپ انھیں اپنی لذات کے حصول اور انھیں بڑھانے اور ان میں تنوع پیدا کرنے کے لیے استعمال کریں اور اگر آپ ان حقوق کو خواہشات اور لذات کے ماسوا استعمال کریں گے تو یہ انسانیت کی معراج کے لیے ناکافی ہیں اور تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا (بینتھم)۔ حقوق دراصل خاص فرائض کی ادائیگی کا وسیلہ ہیں لہٰذا اگر ان بنیادی انسانی حقوق کو آپ کسی اور مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیں مثلاً اپنی زندگی کو خدا کے نام اس طرح کر دیں کہ اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے زندگی گزارنا ضروری ہو جائے یا آپ صرف اور صرف خدا کی حمد وثناء اور انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت کے لیے آزادی اظہار کا حق نہ دیں یا آپ اس بات پر پابندی لگا دیں کہ آپ صرف اور صرف حلال چیزوں کے مالک بن سکتے ہیں اور حرام کے نہیں تو ان خیالات کی سرمایہ داری میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سرمایہ داری دراصل خدا بیزاری اور خدا کا انکار اور کفر ہے اور اسلام سے مختلف نہیں بلکہ اس کے بالکل برعکس ہے اور دو متضاد اشیاء کا ایک ساتھ وجود ناممکن اور خلاف عقل ہے لہٰذا سرمایہ داری میں ایسے امکانات تلاش کرنا جس میں کہیں اسلام کو کسی کونے میں سکونت دلا دی جائے ایک مخلص مشورہ اور کوشش تو ہو سکتی ہے لیکن انتہائی غیر معقول اور ناممکن۔

انہی حقوق کا تحفظ بنیادی مقصد ریاست اور انھی حقوق کا تحفظ وہ معیار ہے جس سے لوگ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حکومت اور طرز حکومت بہتر طور پر ہمارے انھیں بنیادی حقوق کا بہتر تحفظ کر رہی ہے کہ نہیں؟ سرمایہ دارانہ نظام میں لوگ اہم ہیں لہٰذا زندگی کی ابتداء سے انتہا تک، صبح سے شام تک ان کی کوششوں کی سمت ہمیشہ اپنے ذاتی حقوق کا تحفظ ہے اور ذاتی حقوق کے تحفظ میں وہ خیر، اچھائی اور نیکی جیسے تمام تصورات کو پس پشت ڈال کر زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ معاشرے اور ریاست میں حقوق تصورات خیر سے زیادہ اہم ہو جاتے ہیں اور انسان اپنے بارے میں زیادہ سوچتا اور فکر کرتا ہے اور خیر کے بارے میں کچھ نہیں یا بہت کم۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ انسان آزاد قائم بالذات ناقابل مواخذہ ہستی ہے جس کے کچھ بنیادی انسانی حقوق ہیں جنہیں انسان صرف لذات کے حصول اور تنوع اور تلذذ کے لیے استعمال کر سکتا ہے اور انہی حقوق کی اس خاص تعبیر کو دستور میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔ ہر طرز حکومت اس دستور کے مطابق حکومت کرتی ہے اور اگر سب لوگ مل کر اس تعبیر کے خلاف ہونا چاہیں تو ان کی یہ کوشش غلط ہے کیونکہ انسان تو اسی طرح ہی اچھا انسان بن سکتا ہے اور ہر ریاست ری پبلک کے ذریعے سے سرمایہ دارانہ نظام نافذ کرے گی اور اس ری پبلک کی مختلف اشکال میں سے ایک جمہوریت ہے۔

> خلافت میں جس بات کو ممکن بنایا جاتا ہے وہ ہے اسلام جو مسلمان ہیں ان کے ایمان کو قوی سے قوی تر کرنے کی کوشش اور ان پر عمل کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع اور دوسری طرف اسلام کی دعوت وتبلیغ جس کے لیے جہاد نہایت اہم ہے۔

اب ہم جمہوریت کو بطور نظام حکومت دیکھتے ہیں جیسا کہ ہم نے اس سے قبل کہا کہ جمہوریت ری پبلک کی فرع ہے لہٰذا اپنی اصل کی طرح یہ بھی لوگوں کی حکومت ہے۔ اس میں بھی فیصلے لوگوں کی مرضی اور صرف اور صرف لوگوں کی خواہشات نفسانی کے مطابق ہوتے ہیں اور لوگوں کی اس صلاحیت کی حفاظت کا انتظام کیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ فیصلے اپنی مرضی سے کر سکیں۔

جمہوریت میں سب سے پہلے بلند و بانگ دعویٰ اس امر کا کیا جاتا ہے کہ یہ عام لوگوں کی حکومت ہے عام لوگوں کے ووٹوں سے (جو کہ صرف اور صرف لوگوں کی نمائندگی کرنے کا ایک آلہ اور ہتھیار ہے) حکومتیں چلتی، بنتی اور بگڑتی ہیں اور عام آدمی کی آواز سنی جاتی ہے آزادی اور رائے ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ تمام دعوے بے بنیاد اور غلط ہیں۔ یہ اس طرح غلط ہیں کہ حکومت ایک بار منتخب ہونے کے بعد کبھی بھی عوام سے نہیں پوچھتی کہ فلاں چیز کس طرح ہوگی اور فلاں چیز کس طرح ہوگی فلاں چیز پر قانون سازی کی جائے اور کس طرح کی جائے؟ ان تمام امور کے لیے عوام سے رائے نہ لی جاتی ہے اور نہ اسے درست سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ عوام اپنا فائدہ کس طرح زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہے؟ یہ عوام سے زیادہ ماہرین عمرانی علوم (Social Scientists) جانتے ہیں لہٰذا اس سطح کا ہر معاملہ عمرانی علوم کے ماہرین کے پاس بھیجا جاتا ہے اور ان کی رائے کو حتمی سمجھ کر قانون سازی کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پاکستانی روپے کی قیمت دن بدن گرتی جارہی ہے پاکستانی عوام کے منتخب نمائندے اس کے سد باب کے لیے کبھی بھی عوام کے پاس نہیں جائیں گے بلکہ یہ معاملہ ماہر معاشیات (عمرانی علوم) کے پاس بھیجا جائے گا اور ماہر معاشیات پاکستان کی معیشت کا مکمل جائزہ اور تجزیہ کرنے کے بعد بتائے گا کہ اس کا سد باب یوں ممکن ہے اور اس کے برعکس ناممکن ہے جبکہ عوام الناس کی رائے غیر معقول تصور کی جائے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مغربی تہذیب کی ایمانیات یہ ہے کہ انسان قائم بالذات آزاد ناقابل مواخذہ ہستی ہے لہٰذا خیر وشر کو وہ خود عقل کے ذریعے طے کرنے، اس کی تعبیر کرنے اور اس پر عمل کرنے کا مکلّف ہے۔ اس ایمانیات سے نکلنے والا اچھی زندگی کا تصور یہ ہے کہ اچھی زندگی وہ ہے جس میں ہر انسان کو اس طور پر آزادی ملے جس میں وہ اپنی مرضی کے مطابق نفسانی خواہشات کو پیدا کرنے، تنوع کرنے اور ان کو مکمل کر سکنے پر قادر ہو۔ اس تصور کو جو آلہ نافذ کر سکتا ہے وہ ہے ری پبلک جس میں فیصلے لوگوں کی مرضی سے لوگوں کی خواہشات کی تکمیل کے لیے ہوتے ہیں اور جمہوریت صرف ایک خاص انداز میں سرمایہ داری کے لیے یہ خدمت سرانجام دیتی ہے۔

خلافت

خلافت دراصل اسلام کے ریاستی سطح پر نفاذ کا نام ہے خلافت کے ادارے ہی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خلافت کے ذریعے سے شریعت پر عمل کرنا ہر

مسلمان کے لیے آسان اور لازمی ہو جاتا ہے۔ خلافت اسلام کے تصور خیر (Good Life) کو نافذ کرتی ہے۔ یہ تصور خیر اسلام کی ایمانیات سے ماخوذ ہے جس کے مطابق انسان مخلوق ہے جسے خدا عدم سے وجود میں لایا لہٰذا انسان کی حقیقت اس کا عبد (بندہ) ہونا ہے، اس کائنات کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہے اور انسان صرف مخلوق ہے لہٰذا شر اور خیر کو اللہ تعالیٰ واضح کریں گے اور انسان صرف وہ کرنے کا مکلّف ہے جو اسے خدا نے حکم دیا ہے۔ مرنے کے بعد انسان کو اللہ کے سامنے جواب دینا ہے اس ایمانیات سے اچھی زندگی کا تصور یہ نکلتا ہے کہ اللہ کی خوشنودی کے حصول کے کام سرانجام دیئے جائیں۔ جیسا حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ تم وہاں موجود ہو جہاں خدا نے موجود رہنے کا حکم دیا ہے اور وہاں غیر حاضر ہو جہاں خدا نے تمہارا وجود ناپسند کیا۔ اس تصور خیر کو نافذ خلافت کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ (ابن خلدون)

خلافت میں جس بات کو ممکن بنایا جاتا ہے وہ ہے اسلام' جو مسلمان ہیں ان کے ایمان کو قوی سے قوی تر کرنے کی کوشش اور اس پر عمل کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع اور دوسری طرف اسلام کی دعوت وتبلیغ جس کے لیے جہاد نہایت اہم ہے۔ یہاں پر یہ بات اچھی طور پر سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ اسلامی ریاست اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک آفاقی ریاست ہوتی ہے جو اپنے پھیلاؤ میں کسی خاص مکان میں محدود نہیں رہتی بلکہ پورے عالم میں پھیلنا ضروری ہوتا ہے وہ جغرافیائی حدود میں قید نہیں رہتی ہے جیسا کہ قومی ریاست (Nation State) ہوتی ہے۔ لہٰذا خلیفہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور اس پر عمل اور اسلام کی تبلیغ کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم خلافت کی آئمہ اسلام کے ہاں سے ایک خاص صورت (Form) بیان کریں یہاں یہ بات واضح رہے کہ ہمارے لیے صورت سے بڑھ کر اس میں موجود مافیہ زیادہ اہم ہے اور وہ ہے ''اعلائے کلمۃ اللہ''۔ صورتوں کا اختلاف ثانوی درجہ کا ہے اور زیادہ اہمیّت کا متحمل نہیں ہے لہٰذا خلافت کی کوئی بھی صورت ہو اور جس میں شریعت نافذ ہو دعوت وتبلیغ جاری ہو درست ہے۔

اب ہم خلافت کا ایک عمومی ڈھانچہ بیان کرتے ہیں۔

خلافت کا قیام دو طرح سے ممکن ہے ارباب حل وعقد شریعت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے خلیفہ کو چن لیں عام طور سے خلیفہ کی شخصیت میں کم سے کم درج ذیل پانچ صفات ہونا ضروری ہیں۔

(۱) علم (۲) عدالت (۳) کفایۃ
(۴) حواس کا درست ہوا (۵) قریشی النسب ہونا (ابن خلدون)

درج بالا شرائط کے مطابق یا اس میں کچھ کمی بیشی کے ساتھ ارباب حل وعقد خلیفہ کو چن سکتے ہیں تاریخ اسلام میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا انعقاد اسی طرح ہوا۔ (ابن خلدون، ماوردی) دوسرے طریقہ انعقاد خلافت کے مطابق خلیفہ وقت حالات اور شریعت کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے خود کسی شخص کو نامزد کرے۔ اور اس طرح حضرت عمرؓ کی خلافت منعقد ہوئی۔ (ماردی)

خلافت کے یہ دو ہی طریقے نہیں ہیں کسی اور طریقے سے بھی خلافت کا انتخاب کیا جا سکتا ہے لیکن خلیفہ میں مذکورہ صفات کا ہونا ضروری ہے۔ خلافت میں آنے کے بعد خلیفہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ اسے توفیق دے کہ وہ اس ذمہ داری کو شریعت کے تقاضوں کے مطابق کما حقہ نبھا سکے اور اس کے بعد وہ لوگوں سے بیعت لیتا ہے اور لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں کہ وہ خلیفہ کے حکم کو اس وقت تک مانیں گے جب تک وہ شریعت مطہرہ کے مطابق ہو گا اور بصورت دیگر اطاعت نہیں کریں گے یعنی ان کی اطاعت مشروط ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

''وَأَطِيعُوا لِلّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُوْلِي الاَمْرِمِنْكُم فَاِنْ تَنَازَعْتُم فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ اِلىٰ اللّٰهِ والرَّسُول''

اور اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اپنے میں سے صاحبِ امر لوگوں کی اطاعت کرو اور اپنے جھگڑوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پلٹ جائو

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت کے بعد فرمایا کہ میں تم میں سے سب سے بہتر نہیں ہوں میں جب تک اللہ کے حکم کے مطابق تم کو لے کر چلتا رہوں اطاعت کرنا ورنہ مجھے درست کرنا۔

خلافت کے اعلان و بیعت کے بعد خلیفہ کی درج ذیل ذمہ داریاں ہیں۔

(۱) ایمان کی حفاظت (۲) جہاد (۳) امر بالمعروف ونہی عن المنکر
(۴) حدود وتعزیرات کا انعقاد (۵) شعائر اسلام کی عزت واحترام
(۶) سادہ زندگی **(ماوردی)**

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا کہ لوگوں کے ایمان کی حفاظت اور اس میں تقویت اور ان کو عمل پر ابھارنا خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے، اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی تبلیغ واشاعت بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ یہ فرض کفایہ ہے لہٰذا اس کا اہتمام کرنا خلیفہ کی ذمہ داری ہے کہ کوئی نہ کوئی جماعت یا گروہ اس فریضہ کی تکمیل کے لیے کاربند رہے اور جہاد بھی اسی سے منسلک ہے۔

خلیفہ وقت کی زندگی میں سادگی ہو زندگی گزارنے میں کوئی عیش وعشرت نہ ہو، اسی طرح حدود کا قیام ہے کہ شریعت مطہرہ کی حدود کو توڑنے والوں کو سزائیں دی جائیں اور یہ خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا کریں اور اگر کوئی جرم حدود کی حد سے زیادہ باہر کا ہے تو مناسب تعزیرات کا اہتمام کیا جائے تاکہ شریعت مطہرہ کے قوانین توڑنے کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۲

مَنْ لِيْ بِهٰذَا الْخَبِيْث؟

(''کون ہے جو میری حرمت کی خاطر اس خبیث سے نمٹے؟!'')

حسّان یوسفی

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید الأنبیاء و المرسلین، و علی آلہ و صحبہ أجمعین، و من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین، وبعد:

اسلام وکفر کا تصادم......ایک ازلی حقیقت

ابتدائے آفرینش ہی سے حق و باطل کا معرکہ بپا ہے، کفر و اسلام کی کشمکش جاری ہے۔ اسلام اور کفر میں کوئی شے مشترک و مماثل نہیں، پس قدم قدم پر ان کا تصادم ناگزیر ہے۔ اور بالآخر دینِ حق کا تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجانا ایک طے شدہ امر ہے۔ یہ تو تمام جہانوں کے رب کا فیصلہ ہے جو اس نے اپنے محبوب ترین بندے اور آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام بنی نوع انسان تک پہنچایا۔ ہادیٔ برحق، نبیٔ آخر الزّماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس کشمکش کے آداب بھی سکھلا دیے اور کفار سے جہاد و مبارزت کے شرعی اصول بھی بتلا گئے۔

کفار......چوپایوں سے بدتر مخلوق

کفار چونکہ اپنی ازلی بدبختی کے سبب آسمانی رہنمائی سے محروم ہیں، اس لیے ہمیشہ سے تمام اصول و آداب اور ہر قسم کی اخلاقیات سے عاری رہے ہیں۔ خود کو مہذب کہلانے والے آج کے جدید کافر بھی شہوت پرستی، جسمانی و روحانی غلاظت، بے مقصدیت، غدر و خیانت، دھوکہ وفریب، تکبر وغرور، درندگی و سربریت اور وحشت و اجڈ پن میں ان مقاماتِ ذلت تک گر چکے ہیں کہ بدترین چوپائے بھی ان کو دیکھ کر شرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کی اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْن﴾(الأنفال: ۵۵)

''یقیناً اللہ کے نزدیک بدترین چوپائے کافر لوگ ہیں، پس وہ ایمان نہ لائیں گے''۔

سورۂ اعراف میں انھی کی مثال یوں بیان کی گئی:

﴿أُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾(الأعراف: ۱۷۹)

''یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گزرے''۔

انھی کے متعلّق سورۃ التین میں فرمایا:

﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْن﴾(التین: ۵)

''پھر ہم نے اسے سب نیچوں سے نیچ کر دیا''۔

سورۂ مائدہ میں انھی کا تعارف یوں کروایا گیا:

﴿مَنْ لَّعَنَهُ اللهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ﴾(المائدۃ: ۶۰)

''وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت اور غضب کیا، اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا''۔

یہ لعنت زدہ کفار اپنے ''شر الدواب'' ہونے کا عملی ثبوت ہمیشہ دیتے رہے ہیں...... اور آج، جب یہ اپنی مادی ترقی کے عروج پر ہیں، اپنی اخلاقی پستی کی رذیل ترین مثال قائم کرتے ہوئے ان صلیبی صہیونی کافروں نے سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی، امام الانبیاء، محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ عالی کے بارے میں توہین آمیز خاکے شائع کر کے اپنے روایتی خبثِ باطن کا بھرپور اظہار کر ڈالا ہے۔ قاتلھم اللّٰہ أنّی یؤفکون!

کفارِ عصرِ حاضر کی اس شیطانی جسارت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ چمکتی دمکتی سڑکیں، آسمانوں کو چھوتی بلند و بالا عمارتیں، فضاؤں میں اڑتے اور خلاؤں کو چیرتے ہوئے ہوائی جہاز، سمندروں کی گہرائیوں میں غوطہ زن آبدوزیں، کمپیوٹر، روبوٹ ، اور دیگر محیر العقول ایجادات بنا لینے کے باوجود، کفار کے ان مصنوعی خوشبوؤں سے معطر کوٹوں اور قمیصوں کے پیچھے مستور تاریک قلوب میں تاریخی صلیبی صہیونی مذہبی تعصّبات اور بہیمی وحیوانی جذبات کا ایک ایسا متعفن سمندر موجود ہے جس کی سڑاند نے رحمان کے بندوں، حتیٰ کہ چرند، پرند اور درندوں، سب مخلوقاتِ خداوندی کا جینا دشوار کر دیا ہے...... کیونکہ اس مرتبہ یہ شیاطین براہِ راست اس ذاتِ بابرکات پر حملہ آور ہوئے ہیں جس پر خود ربِ کائنات اور اس کے ملائکہ درود و سلام بھیجتے ہیں۔ وہ نبیٔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، کہ ہمارا ایمان کامل ہی اس وقت ہوتا ہے جب آپ ﷺ ہمیں اپنی جانوں، مالوں، اولادوں اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہو جائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عالی مقام

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾(الأحزاب: ۶)

''نبی مومنوں کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر ہیں''۔

پس تمام مسلمانوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ ہے......اور کیوں نہ ہو جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤمنین کے ساتھ تعلّق ہی

ایسا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸)

''دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمھارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمھاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لئے وہ شفیق اور رحیم ہے''۔

......اور کیوں نہ ہو جب کہ امت کے غم میں جاگنے والے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اللہ کے حضور راتوں کو قیام کی وجہ سے سوج جاتے تھے، اور داڑھی مبارک اشکوں سے تر ہو جاتی تھی۔

......اور کیوں نہ ہو کہ انھی کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ٹھہری (من يطع الرّسول فقد أطاع اللّه) اور اسی کے بدلے دنیا و آخرت کی کامیابی کا وعدہ ہے۔

......اور کیوں نہ ہو کہ روزِ قیامت جب تمام لوگ ''نفسی نفسی'' پکار رہے ہوں گے تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر ''امتی امتی'' کی صدا ہو گی۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ما من مؤمن إلا و أنا أولى الناس به في الدنيا و الأخرة......

''میں ہر مومن کے لئے تمام انسانوں سے قریب تر ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی......''

(بخاري، كتاب التفسير، باب تفسير سورة الأحزاب)

ان ملعون کفار نے اُس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی ہے جس کے دم سے اس امت کی بقاء ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے جب امام مالکؒ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم دریافت کیا تو امام مالکؒ فرمانے لگے:

ما بقاء الأمة بعد شتم نبيها؟

''اس امت کے باقی رہنے کا کیا جواز ہے جس کے نبی کو سب و شتم کا نشانہ بناڈالا جائے؟''

(كتاب الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ، للقاضي عياض المالكي)

خاکوں کی اشاعت......عالمی صلیبی جنگ کا تسلسل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک تو امتِ مسلمہ کا سرچشمۂ قوت ہے۔ ان کافروں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کے سرچشمۂ قوت کو نشانہ بنایا ہے۔ ان کی یہ حرکت امت پر مسلط کردہ عالمی صلیبی جنگ کا تسلسل ہے، اور یہ ناپاک جسارت اس امر کو واضح کرتی ہے کہ

☆ یورپ و امریکہ کی اہلِ اسلام کے خلاف جنگ کا اصل مقصد نہ تو تیل یا زمین پر قبضہ ہے، اور نہ ہی سرمایہ دارانہ نظام کو غالب کرنا اس کا آخری ہدف ہے...... یہ ایک خالص مذہبی جنگ ہے جس کا مقصد اللہ کے دین کو اور اس دین پر عمل کرنے والوں کو مٹانا، یا کم از کم مغلوب کر کے رکھنا ہے۔

☆ یہ جنگ محض بش یا گورڈن براؤن کی جنگ نہیں، بلکہ پورا مغرب اس جنگ میں ان کے ساتھ کھڑا ہے، خواہ وہ سیاست دان ہوں یا فوجی، صحافی ہوں یا ادیب، یا کسی بھی طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد۔

☆ گزشتہ کچھ عرصے میں صلیبیوں کی جانب سے کی جانے والی یہ جسارتیں، بالخصوص پوپ بینی ڈکٹ شاز دہم کی دریدہ دہنی سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ ان سب گستاخیوں کو مذہبی جواز بخشنے کے لئے یورپ کی مذہبی قیادت بھی میدان میں اتر آئی ہے، بالخصوص پوپ اربن دوم اور دریدبن الصمہ کا ویٹی کن میں بیٹھا یہ بڑھا جانشین!

کفار کی یہ ناپاک جسارت کوئی نئی بات نہیں۔ تاریخ کے اوراق پلٹیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کفار گاہے بگاہے اپنے بغض و عداوت کا اظہار اسی طرح کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا﴾ (آلِ عمران:۱۸۶)

''اور تم ضرور اہلِ کتاب اور مشرکین سے بہت بدگوئی اور بدزبانی سنو گے''۔

گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج

لیکن جہاں قرآن ہمیں کفار کی یہ شیطانی فطرت بتلاتا ہے، وہیں ایسی ناپاک جسارت کرنے والوں کا علاج اور دلوں کو پہنچنے والے حزن و ملال کو دور کرنے کا رستہ بھی واضح کیے دیتا ہے۔ ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم اپنے قول و عمل سے ان گستاخانِ رسولؐ سے بدلہ لینے کا ڈھنگ سکھلا گئے ہیں، اور ہمارے ائمہ سلف نے بھی اس بارے میں اتنی تصریح کر دی ہے کہ اب اپنی ناقص عقلیں لڑا کر بدلہ اتارنے کے کوئی من گھڑت جمہوری و احتجاجی طریقے اختراع کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں بچتی۔

امام ابنِ تیمیہؒ اپنی کتاب الصارم المسلول على شاتم الرسول صلى اللّه عليه و سلم میں لکھتے ہیں:

......من سبّ النبي صلى اللّه عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله. هذا مذهب عليه عامة أهل العلم.

''......جو شخص بھی، چاہے مسلمان ہو یا کافر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سب و شتم کا مرتکب ہو تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ بیشتر اہلِ علم کی رائے یہی ہے''۔

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

فنفس المؤمن لا تشتفي من هذا الساب اللعين الطاعن في سيد الأولين والآخرين إلا بقتله و صلبه بعد تعذيبه و ضربه،

فإن ذلک هو اللائق بحاله، الزاجر لأمثاله، عن سيئ أفعاله.

''جوملعون اور موذی بھی سید الاولین والآخرین (علیہ الصلوۃ و التسلیم) کی شانِ عالی میں گستاخی اور سب وشتم کرے، اس کے بارے میں کسی مومن کا دل ٹھنڈا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس گستاخ کو سخت اذیت و مار پیٹ کے بعد قتل نہ کیا جائے یا سولی پر نہ لٹکا دیا جائے، کیونکہ وہ اسی سزا کا مستحق ہے اور ایسی سزا ہی اس جیسے دیگر خبثاء کو اس قبیح فعل کے ارتکاب سے روک سکتی ہے''۔

(رسائل ابن العابدین)

امام احمد بن حنبلؒ رقم طراز ہیں:

کل من شتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أو تنقصه، مسلماً کان أو کافرًا، فعلیه القتل.

''جو شخص بھی، خواہ مسلمان ہو یا کافر، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا ان کی توہین وتنقیص کرے، تو اس کو قتل کرنا واجب ہے''۔

(الصارم المسلول علی شاتم الرسول صلی اللّٰہ علیہ و سلم)

کافر تو کافر، اگر کوئی نام نہاد مسلمان بھی اس مکروہ جسارت کا مرتکب ہو تو اسلام کا حکم اس کے بارے میں بالکل واضح ہے۔ صاحبِ ''تفسیرِ مظہری'' لکھتے ہیں:

مـن آذی رسـول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم بطعن فی شخصه أو دینـه أو نسبـه أو صـفـة مـن صـفـاته أو بوجه من وجوه الشین فیه صـراحة أو کـنـایة أو تعریضا أو إشارة کفر ولعنه اللّٰہ فی الدنیا و الآخـرة و أعد له عذاب جهنم. و هل یقبل توبته؟ قال ابن همام: کـل من أبغض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم بقلبه کان مرتداً فـالسبـاب بالطریق الأولیٰ، و یقتل عندنا حداً، فلا تقبل توبته فی إسـقـاط الـقتل. قالوا هذا مذهب أهل الکوفة و مالک....وقال الخطابیؒ: لا أعلم أحداً خالف فی وجوب قتله.

''جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت یا آپؐ کے دین یا آپؐ کے نسب یا آپؐ کی کسی صفت پر طعن وتشنیع کرے، یا کسی بھی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیب جوئی کر کے آپ کو اذیت پہنچائے، خواہ وہ صراحتاً کوئی ایسی بات کرے یا کنایۃً، تعریضاً کرے یا اشارتاً، بہر صورت کفر کا مرتکب ہوگا اور دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہوگا اور اللہ نے اس کے لیے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے؟ امام ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ: جو شخص بھی اپنے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بغض رکھے، وہ مرتد ہو جاتا ہے، تو جو (اس سے بھی آگے بڑھ کر اپنی زبان سے) گالیاں بکے، وہ تو بدرجۂ اولیٰ مرتد ہوگا۔ اور ہمارے (یعنی فقہائے احناف کے) نزدیک اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے تب بھی قتل کی سزا ساقط نہیں ہوگی۔ اہلِ کوفہ اور امام مالکؒ کی رائے یہی ہے......امام خطابیؒ فرماتے ہیں: میرے علم میں نہیں کہ گستاخِ رسولؐ کے واجب القتل ہونے میں کسی کا اختلاف ہے''۔

(تفسیر المظهری، جلد ۷، تفسیر سورة الأحزاب)

مولانا ادریس کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''پیغمبرِ خدا کی توقیر وتعظیم اور اس کی نصرت وحمایت تمام امت پر فرض ہے۔ اس کی بے حرمتی دینِ الٰہی کی بے حرمتی ہے......(پس) ان (کفار) کی ظاہری قوت وشوکت اور مادی ساز وسامان سے خائف نہ ہوں! صرف اللہ سے ڈریں اور اس کے رسول کی نصرت وحمایت میں جان و مال جو کچھ بھی درکار ہو اس سے دریغ نہ کریں......(پس تو) ہر امتی کا فرض ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی سنے تو فوراً اس کی جان لے لے یا اپنی جان دے دے''۔

(سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد دوم، باب سوم)

گستاخانِ رسولؐ کو قتل کرنے میں صحابہؓ کی باہم مسابقت

سیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ جب بھی کسی کافر نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہے اور انھیں اذیت دی تو صحابۂ کرامؓ کی غیرتِ ایمانی کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کے بعد اس کافر کا سر تن پہ باقی رہے، اور انھوں نے ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر دنیا کو اس کے نجس وجود سے پاک کرنے کی سعی کی۔ یہاں بطور مثال چند واقعات پیش کیے جا رہے ہیں:

کعب بن اشرف یہودی کا قتل

یہودی کعب بن اشرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو سخت اذیتیں پہنچایا کرتا تھا۔ بدر میں مشرکین کی شکست کے بعد یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا:

من لکعب بن أشرف فإنه قد آذی اللّٰہ و رسوله؟

''کون ہے جو کعب بن اشرف سے نمٹے گا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیت پہنچائی ہے؟''

اس پکارِ نبویؐ پر لبیک کہتے ہوئے محمدؓ بن مسلمہ، ابو نائلہؓ، عبادؓ بن بشر، حارثؓ بن اوس اور ابو عبسؓ بن جبر اٹھ کھڑے ہوئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بدلہ لیں گے۔ یہ تمام صحابہؓ قبیلہ اوس سے تھے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور کعب بن اشرف کا سر لا کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور ان صحابہؓ سے فرمایا:

أفلحت الوجوه!

''یہ چہرے کامیاب رہیں!''

انھوںؓ نے جواب میں فرمایا:

و وجهک یا رسول اللهﷺ!

''اور آپ کا چہرہ بھی اے اللہ کے رسولﷺ!''

(صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب قتل الكعب بن أشرف)

ابورافع یہودی کا قتل

ایک دوسرا گستاخ ابورافع سلام بن ابی الحقیق نامی یہودی تھا۔ یہ بہت مالدار تاجر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ایذاء اور تکلیف پہنچاتا تھا۔ قبیلۂ خزرج کے صحابہؓ نے جب دیکھا کہ اوس والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دشمن اور گستاخ کعب بن اشرف کو قتل کر کے سعادت اور شرف حاصل کر لیا ہے، تو سوچا کہ کیوں نہ ہم بھی بارگاہِ نبوت کے دوسرے گستاخ ابورافع کو قتل کر کے دارین کی عزت و رفعت حاصل کریں۔ لہٰذا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابورافع کو قتل کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی قیادت میں پانچ صحابہؓ کا گروہ روانہ ہوا۔ انھوں نے ابورافع کو قلعے میں اس کے اپنے کمرے میں جالیا اور قتل کر ڈالا۔ پھر واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوش خبری سنائی۔ اس کارروائی میں حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی پنڈلی کی ہڈی سیڑھی سے گرنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھی (دوسری روایت میں پاؤں کے جوڑ کے کھلنے کا ذکر ہے)، لیکن آپؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ابورافع کے مرنے کا اعلان سن لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر ڈالا ہے تو بے انتہاء خوشی کی وجہ سے مجھے اپنے پاؤں کی تکلیف کا احساس نہیں رہا۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاؤں پہ ہاتھ پھیرا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

(صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب قتل أبي رافع)

عصماء بنت مروان یہودیہ کا قتل

عصماء بنت مروان ایک یہودی عورت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے ہنوز واپس نہ آئے تھے کہ اس نے دوبارہ اسی طرح کے اشعار کہے۔ اس پر ایک نابینا صحابی حضرت عمیرؓ بن عدی سے رہا نہ گیا اور انھوں نے منت مانی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس آجانے پر اسے ضرور قتل کریں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے کامیاب لوٹے تو ایک رات حضرت عمیرؓ تلوار لے کر روانہ ہوئے اور اس کے گھر میں جا داخل ہوئے۔ چونکہ نابینا تھے تو ہاتھ سے ٹٹول کر اس کے اردگرد سے بچوں کو ہٹایا اور اس کے سینے پر تلوار رکھ کر اسے اس زور سے دبایا کہ پار ہو گئی۔ یوں اس گستاخ عورت کا کام تمام کر دیا۔ صبح انھوںؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیرؓ سے پوچھا کہ: کیا بنتِ مروان کو تم نے قتل کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! پھر حضرت عمیرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی مواخذہ تو نہ ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اور پھر فرمایا:

لاينتطح فيها عنزان.

''اس بارے میں تو دو بھیڑیں بھی سر نہ ٹکرائیں گی''۔

یعنی یہ ایسا فعل ہے کہ اس میں اختلاف کی کوئی گنجایش ہی نہیں، جانور بھی اس کو حق سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمیرؓ سے بے حد خوش ہوئے اور صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

إذا أحببتم أن تنظروا إلى رجل نصر الله ورسوله بالغيب فانظروا إلى عمير بن عدي.

''اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسولﷺ کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو!''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے کے بعد ان نابینا صحابیؓ کا نام ''عمیر بصیر'' رکھ دیا، رضي الله عنه و أرضاه!

(طبقات ابن سعد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوات اور سرایا کے لئے لشکر روانہ کرتے تھے تو صحابہؓ کو ہدایت کیا کرتے تھے کہ عورتوں پر تلوار نہ اٹھائی جائے، لیکن بارگاہِ رسالت میں گستاخی ایسا قبیح فعل ہے کہ اس کی مرتکب عورت ہی کیوں نہ ہو، اس کی سزا قتل ہوگی۔

گستاخِ رسولﷺ ابوعفک کا قتل

ایک اور گستاخ رسول ابوعفک تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہتا تھا۔ جب اس کی دریدہ دہنی حد سے بڑھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من لي بهذا الخبيث؟

''کون ہے جو میری عزت و حرمت کی خاطر اس خبیث کا کام تمام کرے؟''

حضرت سالمؓ بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انھوں نے پہلے ہی منت مانی ہوئی تھی کہ ابوعفک کو قتل کر دیں گے یا خود شہید ہو جائیں گے۔ پھر ایک رات حضرت سالمؓ نے ابوعفک کا کام تمام کر دیا۔

(طبقات ابن سعد)

بدر کے قیدیوں کا قتل

نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں پیش پیش تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ غزوۂ بدر میں یہ دونوں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئے۔

اُس وقت جبکہ تمام قیدیوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا گیا، ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قتل کر دیا گیا۔

(سیرة النبي صلی الله علیه وسلم لإبن الهشام)

گستاخِ رسولؐ کا مسجدِ حرام میں قتل

پھر فتحِ مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر قریش کے لئے عفوِ عام کا اعلان کیا تو ساتھ ہی چند مجرمینِ خاص کے قتل کا حکم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم نازل فرمایا:

﴿مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلاً. سُنَّةَ اللهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيْلاً﴾ (الأحزاب: ۶۱، ۶۲)

''یہ ملعون جہاں کہیں پائے جائیں، پکڑے جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں جیسا کہ گزشتہ مفسدین کے بارے میں اللہ کی سنت ہے۔ اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تغیّر و تبدل نہ پاؤ گے''۔

ان میں سے عبدالعزیٰ بن خطل، اس کی ایک لونڈی، حویرث بن نقید اور حارث بن طلاطل بھی تھے جنہیں قتل کیا گیا۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتے تھے اور گستاخی کرتے تھے۔ ابنِ خطل اپنے قتل کا اعلان سنتے ہی بیت اللہ کے پردوں سے لپٹ گیا۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے قتل کر ڈالو (چاہے کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا!) چنانچہ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ اور سعدؓ بن حریث نے حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہی اسے قتل کر ڈالا۔

(فتح الباري، کتاب المغازي، باب أین رکز النبی صلی الله علیه وسلم الرایة یوم الفتح)

یہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا کردار! اگر کوئی گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آجاتا تو حبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور غیرتِ ایمانی کا یہی تقاضا ہوتا کہ ''جان لے لو یا جان دے دو''۔

لسان و بیان سے نصرتِ نبیؐ

ان عملی اقدامات کے ساتھ ساتھ، جب بھی مشرکین کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گستاخانہ اشعار پڑھے گئے تو انصار میں سے شاعرِ رسول حضرت حسّانؓ بن ثابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے آگے بڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے لیے خصوصی منبر نصب کروایا اور ان سے فرمایا:

یا حسّان! أجب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، اللّٰهم أیده بروح القدس!

''اے حسّان! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دو۔ اے اللہ! روح القدس کے ذریعے ان کی مدد فرما''۔

(صحیح بخاري، کتاب الأدب، باب هجاء المشرکین)

دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ منقول ہیں:

هاجهم وجبریل معک!

''(ان گستاخ) کافروں کی مذمت میں شعر کہو اور جبرئیل تمھارے ساتھ ہیں!''

(صحیح بخاري، کتاب الأدب، باب هجاء المشرکین)

اس طرح صحابہ کرامؓ نے اپنی تلواروں کے ساتھ ساتھ اپنی زبانوں سے بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور دفاع کیا۔

ہمارے کرنے کے کام

آج پھر بندر و خنزیر کی اولاد، ان کافروں نے اپنے پہلوں کی پیروی میں ہمارے محبُوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے، جس سے مسلمانوں کے دل غم و ہم میں گرفتار ہیں۔ ایسے میں ہر اہلِ ایمان کا ضمیر تڑپ کر یہ سوال کرتا ہے کہ میں اپنے محبُوب نبیؐ کی نصرت کے لیے کیا کروں؟

۱۔ جہاد فی سبیل اللہ

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سینوں میں موجود اس غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کی راہ قتال فی سبیل اللہ کو قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ. وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَ يَتُوْبُ اللهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَ اللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (التوبة: ۱۳، ۱۴، ۱۵)

''کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہ کرو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کو جلاوطن کرنے کا عزمِ مصمم کر لیا اور انھی کی طرف سے ابتداء ہوئی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ ڈرنے کے لائق تو اللہ ہے بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔ ان سے (خوب) جنگ کرو، اللہ ان کو تمھارے ہاتھوں عذاب دے گا اور ان کو رسوا کرے گا اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور مومنوں کے سینوں کو ٹھنڈک بخشے گا اور ان کے دلوں سے غصہ دور کرے گا اور جس پر چاہے گا رحمت کرے گا۔ اور اللہ سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مضمون کو یوں ادا فرماتے ہیں:

جاهدوا في سبیل الله فان الجهاد في سبیل الله باب من أبواب الجنة، ینجّي الله به من الهم و الغم.

"اللہ کے راستے میں جہاد کرو، کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اس کے ذریعے اللہ غم وحزن سے نجات دیتا ہے"۔

(رواه الحاكم و صححه و وافقه الذهبي)

پس یہ ناپاک جسارتیں جہاد سے ہمارا تعلق مزید پختہ کرنے کا باعث بنی چاہیے ہیں اور ہمیں مظاہروں کے لیے سڑکوں اور چوکوں پر نکلنے کی بجائے، قتال کے لیے محاذوں کا رخ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور بالخصوص ہمیں اپنے تیروں وتلواروں کا رخ ان ممالک کی طرف پھیرنے کی ضرورت ہے جن کی سرکاری سرپرستی میں یہ خاکے چھاپے گئے ہیں، مثلاً ڈنمارک، جرمنی، ناروے، ہالینڈ وغیرہ۔ ان صلیبی ممالک کو ایسا سبق سکھانے کی ضرورت ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی تاقیامت ایسی جرأت کرنے کا نہ سوچیں۔ الحمدللہ ان ممالک کے مفادات محض ان کی اپنی سرزمین ہی میں نہیں موجود، بلکہ دنیا بھر میں، بشمول اسلامی ممالک، ایسے بے شمار اہداف ہیں جن پر ضرب لگانے سے ان ملکوں پر براہِ راست زد پڑتی ہے۔ پس اہلِ ایمان پر لازم ہے کہ وہ آگے بڑھ کر ہر ممکن طرح اپنا فرض ادا کریں!

۲۔ گستاخانِ رسولؐ کا قتل

اس وقت کرنے کا دوسرا کام، جو کہ شریعت کی روشنی میں فرض کی حیثیت رکھتا ہے، یہ ہے کہ ہر اس شخص کی گردن ماری جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔

ہمارے اسلاف نے ہر دور میں محمد بن مسلمہؓ، عبداللہ بن عتیکؓ اور عمیر بن عدیؓ کی سنت کو تازہ کیا ہے۔ ماضی قریب میں ہمارے آباء واجداد نے بھی اسی کو اپنا طرزِ عمل بنایا۔ جب ۱۹۲۹ء میں راج پال نے شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی پر مبنی کتاب نشر کی تو غازی علم الدین شہیدؒ نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس پر انگریزی عدالت نے انھیں سزائے موت سنائی اور ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو انھیں شہید کر دیا گیا۔ اس موقع پر علامہ اقبالؒ نے غازی علم الدین شہیدؒ پر رشک کرتے ہوئے فرمایا: "اسیں گلاں کردے رہے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا" (ہم باتیں کرتے رہ گئے اور ایک بڑھئی کا بیٹا بازی لے گیا)۔ اور حال ہی میں غازی عامر چیمہ شہیدؒ نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر اسی سنتِ صحابہؓ کو پھر زندہ کیا۔

پس اس مقام پر یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ وہ اللہ رب العالمین جسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں کہ مومنین کی آوازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوں اور اس پر اتنی سخت تنبیہ فرمائی کہ: ڈرو کہیں تمھارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں (سورۂ حجرات)...... کیا وہ ان چوپایہ نما انسانوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مسلمانوں کی یہ خاموشی قبول فرمالیں گے؟ کیا فقط جلوس نکالنا، ٹائر اور پتلے جلانا، مغربی ممالک کے جھنڈوں کو پاؤں تلے روندنا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے کافی ہوگا؟ روزِ حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے جاؤ گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوئی اور ہم انھی بے فائدہ تماشوں میں لگے رہے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا عمل کچھ اور تھا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ مدد اسی طرح ہوتی ہے؟ کیا **من لي بهذا الخبيث** کی نبویؐ پکار کا جواب یونہی دیا جاتا ہے؟ اگر حضرت عمیرؓ نابینا ہونے کے باوجود یہودیہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتے ہیں تو کیا ایک ارب سے زائد تعداد میں دنیا کے شرق وغرب میں بکھری امت، مٹھی بھر گستاخوں کی گردنوں تک نہیں پہنچ سکتی؟ کیا اس امت میں کوئی نہیں جو گستاخِ رسولؐ کا سر کاٹ کر بارگاہِ نبویؐ سے **أفلحت الوجوه** کی دعا کا مستحق بنے؟

۳۔ زبان وقلم سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع

ہمارے کرنے کا تیسرا اہم کام یہ ہے کہ ہم زبان وقلم سے حرمتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کریں، اور کفار کی خباثت وبدباطنی، اور اہلِ ایمان کے قلوب میں ان کے لیے موجود بغض وعداوت اور نفرت وحقارت کا کھل کر اظہار کریں۔ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جب کبھی کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات یا اشعار کہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

قولوا لهم كما يقولون لكم.

"تم بھی ان کے بارے میں ویسی ہی باتیں کہو جیسی وہ تمھارے بارے میں کہتے ہیں"۔

(الطبراني، أنظر: عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب هجاء المشركين)

پس صحابۂ کرامؓ بالخصوص حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ اور حضرت عامرؓ بن الاکوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور کفار کی مذمت میں اشعار کہنے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس میدان میں بھی کفار کو منہ کی کھانی پڑی۔ علامہ ابنِ بطالؒ کفار کی مذمت میں اشعار کہنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هجو الكفار من أفضل الأعمال، وكفٰى بقوله: ((أللّٰهم أيده)) فضلاً و شرفًا للعمل و العامل به.

"کفار کی مذمت میں اشعار کہنا افضل ترین اعمال میں سے ہے، اور اس عمل اور عمل کرنے والے کی فضیلت وشرف ثابت کرنے کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہی کافی ہے: اے اللہ (روحِ قدس کے ذریعے) اس کی مدد فرما!"

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب هجاء المشركين)

پس امت کے ادباء ومصنفین، شعراء ومقررین، خطباء اور داعیانِ دین پر لازم ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اپنے زبان وقلم سے حرمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا حق

ادا کریں، اہلِ ایمان کے دلوں میں موجزن حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دلنشیں پیرایوں میں اظہار کریں، سینوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ بھڑکائیں، امت کے غافلین کو جھنجھوڑ کر اتباعِ سنت کی راہ پہ لائیں، کفارِ عصرِ حاضر کا مکروہ چہرہ پورے عالم کے سامنے بے نقاب کریں، کفر و اہلِ کفر سے منسوب ہر شے کی نفرت و عداوت دلوں میں بٹھائیں، اپنے دین و ایمان پر فخر کرنے اور کفار کی ہر ادا کو حقیر جاننے کا درس دیں، جہاد فی سبیل اللہ پر ابھاریں، گستاخوں کے سر کاٹنے کی ترغیب دیں...... الغرض ایک ایسی ایمانی آگ لگا دیں جو کفار کے چہار سو پھیلائے ہوئے فتنوں کو بھسم کر ڈالے، اور کوئی حجر و شجر بھی ان نانجاروں کو پناہ دینے پر تیار نہ ہو!

حاصلِ کلام

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کی طرف سے کیے گئے حملے کا قول و عمل سے دفاع کرنا امتِ مسلمہ پر قرض ہے۔ یہ قرض ادا کر کے ہی امتِ مسلمہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخرو ہوگی، اور یہ قرض اسی صورت میں ادا ہوگا کہ ان خبثاء کے سرتن سے جدا ہوں یا ہماری روحیں قالب سے علیحدہ۔ شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ نے قائدِ جہاد کی حیثیت سے کفارِ عالم کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے:

''تمھاری یہ تمام حرکتیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنی جان و مال سے زیادہ محبوب ہیں یا نہیں؟ **پس اب تم ہمارا جواب سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے!** اور ہم برباد ہوں اگر ہم اب بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں!''

❁---❁

بقیہ: آپ کا حصّہ

کھینچ کر آتے ہیں۔ اور اپنی بھرپور جوانیاں دین مبیں پر فدا کر کے اللہ اور رسول ﷺ کے سچّے وعدوں کو پا لیتے ہیں۔

یا رانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرس کارِرواں ہیں

فلسفے، سمی نار، ورکشاپیں، مظاہرے، جلسے، جلوس، گرم گرم تقریریں نذا کرے، کفر کو مات نہیں دیا کرتے۔۔۔ عشق کی دیوانگی ہے جو آگے بڑھ کر کفر کا سر توڑ دے، بھیجا نکال دے۔۔۔ فیہ مضہ۔۔۔ وہی کفر کا حقیقی علاج ہے۔ سرزمین کوئی بھی ہو۔۔۔ عراق۔۔ افغانستان۔۔ فلسطین یا کشمیر

❁---❁

بقیہ جمہورت یا خلافت

درج بالا عمومی نوعیت کا نقشہ خلافت ہے جس میں آئمہ مجتہدین کا اس کی ساخت میں تو اختلاف ہوسکتا ہے لیکن اس کے مافیہ اور اس کے شریعت کے نفاذ کے آلہ کے طور پر ضروری ہونے پر سب کا اجماع ہے۔

اب ہم مضمون کے آخری حصّہ میں داخل ہورہے ہیں جس میں ہم جمہوریت (ری پبلک) اور خلافت کا تقابلی مطالعہ کر کے نتیجہ اخذ کریں گے۔

(۱) ری پبلک میں لوگوں کی مرضی اور خواہشات کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔ جبکہ خلافت میں خدا کی مرضی کے مطابق فیصلے کیے جاتے ہیں۔

(۲) ری پبلک میں رہنما/امیر لوگوں کو اپنے عمل کا جوابدہ ہے اور لوگ آزاد اور برابر ہوتے ہیں۔ جبکہ خلافت میں خلیفہ اللہ رب العالمین کو جوابدہ ہے اور شریعت کے مطابق لوگوں کو چلاتا ہے۔

(۳) ری پبلک میں رہنما کے لیے لوگوں کی رائے کے مطابق فیصلہ کرنا ضروری ہے جبکہ خلیفہ کے لیے شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا ضروری ہے۔

مندرجہ بالا تضادات کی بنا پر یہ نتیجہ واضح ہے کہ ری پبلک اور خلافت آپس میں متضاد ایمانیات سے نکلنے والے تصورِ خیر کے نفاذ کے آلات ہیں لہٰذا ان دونوں کو ملانا ناممکن العمل اور خلافِ عقل ہے۔ یعنی آپ ری پبلک کے ذریعے سے اللہ کے نظام کو نافذ کرنا چاہئیں تو جزوی طور پر تو شاید یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوجائے جس کی آج تک تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی لیکن ایسا ہونا ایک مشکل کام ہے اسی طرح خلافت کے قیام کے اندر آپ ری پبلک کے مقاصد حاصل کریں تو نہ تو یہ کبھی مقصد رہا ہے اور ایسا ہونا بھی ناممکن ہے۔

اس امر کو ایک اور پہلو سے بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ جمہوریہ (ری پبلک) میں رہتے ہوئے مسلمان ری پبلک (جمہوریت) کے ذریعے سے طاقت حاصل کر کے اسے خلافت میں بدل دیں۔ مسلمان جماعتیں طاقت حاصل کر کے اقتدار میں آتے ہی جمہوریت (ری پبلک) کو بند کر دیں اور سب لوگ خلافت کے تحت رہنا شروع کر دیں۔ جمہوریت کے اندر تسلسل سے رہ کر شریعت نافذ رہنا ناممکن العمل ہے اور ہر نظام کے اپنے تقاضے ہیں اور وہ وہی چیز نافذ کرتا ہے جو کہ اس کی مابعد الطبیعاتی بنیادیں ہیں لہٰذا اب ایسا کرنا درست نہ ہوگا لیکن یہ بات کوئی اصولی نوعیت کی نہیں بلکہ ایک تدبیر ہے۔

یہاں ایک اور بات ملحوظ خاطر رہے کہ ری پبلک (جمہوریت) کا تصور آئمہ کے لیے کوئی نئی یا اجنبی تصور نہیں ہے بلکہ اس کو جانتے ہوئے شریعت کے تقاضوں سے غیر ہم آہنگ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس سے برأت اختیار کی اور خلافت کو شریعت کے لیے مناسب اور امرِ الٰہی کے عین مطابق سمجھا اور بتایا لہٰذا آئمہ مجتہدین نے اس سے ناواقف ہونے کی وجہ سے خلافت کا تصور نہیں دیا۔

(جمہوریت یا اسلام از امین اشعر، مولانا محمد احمد)

❁---❁

آپ کا حصہ

حمزہ عبد الرحمن

دنیائے اسلام پر دنیائے کفر کی یلغار کو آٹھ سال ہوگئے ۔سیکولر دانشور اور عوام کے بے دین طبقے کی آراء سے صرفِ نظر کرتے ہوئے' دیندار طبقے اور عوام بھی کم نصیبی سے ژولیدہ فکری کا شکار نظر آتے ہیں۔اب تک یہ بھی نہیں طے ہوسکا کہ بلا استثناء پوری دنیا میں صرف مسلمانوں کو نشانہ بنانے والی کفر کی عسکری قوت کے خلاف صف آراء ہونا جہاد فی سبیل اللہ کے زمرے میں آتا بھی ہے یا نہیں؟ آیا ان لشکروں کے مقابل کھڑے ہونے کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ کیا حملہ آوروں کے خلاف لڑنے کی بجائے ڈائیلاگ کرنا زیادہ مفید رہے گا؟ اگر چہ باذن اللہ عراق میں امریکہ کو منہ کی کھانی پڑی۔علم و دانش والوں کو بحث مباحثے کرتا چھوڑ کر مجاہدین نے اللہ کی مدد اور اپنے جذبہ جہاد کے بل بوتے پر امریکی سپر پاور کو ناکوں چنے چبوائے۔اہلِ علم' اُمت کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی کا حصول' معاشی ترقی اور جمہوریت کے نسخے تجویز کرتے رہ گئے۔ایک ایسی تحریکِ جہاد جسے کسی مسلمان ملک نے ضابطے سے مدد فراہم کی، نہ کسی غیر مسلم ملک نے امریکہ دشمنی میں پیٹھ ٹھونکی بلکہ عراق کے چہار جانب مسلمان ملک کھلے بندوں امریکہ کو اڈے فراہم کرنے اور سپلائی لائن قائم رکھنے کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔اب بھی یہ سوچنے کی زحمت نہیں اٹھائی جارہی کہ آخر تیسری دنیا کے عسکری قوت کے اعتبار سے ایک بے سروسامان ملک میں اتنی بڑی فوج کی یلغار کو ہزیمت سے کس نے دوچار کر دیا؟ 6 ارب ڈالر سے زیادہ رقم خرچ کرکے بھی قبضہ قائم رکھنا اور مقامی مزاحمت کو کچلنا امریکہ کے بس سے باہر ہوگیا۔امریکہ معاشی بحران کا شکار ہوگیا ۔بیروزگاری نے وہاں بیڑے ڈال دیئے۔امریکی معیشت پر کاری ضرب آخر کس نے لگائی؟ یہی عمل اب افغانستان میں دہرایا جارہا ہے۔

یہ عمل تیز تر ہوجاتا اگر دیندار طبقہ یکسو ہوکر معاملے کی تہہ تک ذرا جلدی پہنچ جاتا اور کفر کے مقابل صف آراء ہونے جیسی اظہر من الشمس حقیقت اور ضرورت کو فلسفوں کے پاجامے پہنانے کے چکر میں دینی عوام کو فکری اعتبار سے الجھائے نہ رکھتا۔افسوس کا مقام یہ ہے کہ جماعتی فصیلیں اتنی بلند و بالا' جماعتی فلسفے اتنے مستحکم ہیں کہ جن کے آر پار دیکھنا ممنوعات میں سے ہے۔پوری امت میں دین کی بنیادیں منہدم کی جارہی ہیں لیکن جماعتی حد بندیاں مانع ہیں۔اس چار دیواری میں مقید دینی کارکن' دینی عوام مجبور ہیں کہ صرف دعاؤں، تمناؤں' آرزوؤں پر اکتفا کریں۔بے چینی اور اضطراب حد سے بڑھ جائے تو اپنے اپنے احاطوں میں اپنے الگ الگ جھنڈے لہرا کر کفر کے کچھ جھنڈے اور سیکنڈ ہینڈ ٹائر جلا کر غیض وغضب کی آگ اور دھواں غیرت دینی کا اظہار کر گزرے۔وہ لوگ جو کفر کے مقابل صف آراء ہیں ان کے لیے کچھ لیبل تراشے، چپکائے ہیں۔(مغربی جمہوریت نے صرف پوسٹرز ، بینرز بنانے نہیں سکھائے ،لیبل لگا کر مخالف کو زیر کرنا بھی تربیت کا حصّہ ہے۔) یہ' شدت پسند' تکفیری گروہ ہیں۔اگر یہ لیبل موثر نہ ہو تو اس سے زیادہ مہلک(Lethal) لیبل' سی آئی اے کے ایجنٹ ہونے کا ہے۔جسے سنتے ہی کرنٹ لگتا ہے۔پھر وہی مصروف جگالی کی جاتی ہے۔'انہیں امریکہ لے کر آیا تھا'' امریکہ نے تربیت دی تھی'۔گویا امریکہ کی ملی بھگت سے یہ چھپن چھپائی کھیل رہے ہیں۔اسی کھیل کھیل میں سروں کی لاکھوں ڈالر کی قیمت بھی لگ گئی، وصول بھی کر لی گئی۔میزائلوں سے سراُڑا بھی دیئے گئے۔بیوی بچے خاندان پہاڑوں وادیوں میں بے خانماں رُلتے بھی ہیں۔ان کی شہادتوں پر امریکہ نے بغلیں بھی بجائیں۔پھر بھی یہ خوارج' تکفیری' جہادی اور سی آئی اے کے ایجنٹ سبھی کچھ ہی رہے۔جہادی بھائیوں کا گوشت شاید زیادہ ہی رسیلا ہوتا ہے کہ بلا استثناء کافر، فاسق، دینی بزرجمہر، مسلمان عوام سبھی بڑی رغبت سے بھنبوڑتے کھاتے ہیں۔اگر چہ اصلاً یہ نہایت زہریلا ہوتا ہے اور کھانے والوں کو قساوتِ قلبی اور حبِ دنیا کی گہری دلدل میں اتار دیتا ہے ۔دراصل کفر سے برسرپیکار مجاہدین امت کے لیے' اس کے ایمان کے لیے ایک سوالیہ نشان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ہر ضمیر میں کانٹا سا چبھتا ہے کہ میں اپنا ایمان لیے یہاں بیٹھا کیا کر رہا ہوں؟ ضمیر کی چُبھن سے بچنے کے لیے ایسی تحریروں، تقریروں اور فتوؤں کی تلاش ہوتی ہے جو کسی طرح یہ اطمینان دلا دیں کہ ابھی جہاد کا وقت نہیں آیا۔جاؤ تم سکون سے اپنی دنیا میں لوٹ جاؤ،مزے لُوٹو۔لہذا جہاں CIA کے ایجنٹ اور تکفیری نوعیت کے دلائل مل جائیں وہاں لپک کر ہاتھوں ہاتھ لیا اور پھیلایا جاتا ہے کہ شکر ہے ابھی جہاد کہیں بھی نہیں ہو رہا۔جب ہوگا تو چلیں گے!اس ذہنی کیفیت اور غامدی کے ہاں سے موسیقی' داڑھی 'پردے اور اختلاط کے حق میں دلائل لینے والوں میں کوئی فرق نہیں۔اِن کا امام غامدی ہے۔جہاد پر کنفیوز کرنے کو پرانوں کے ساتھ نیا ابھرتا ہوا نام' زید حامد' ہے!

اور یہ جہادی کا علیحدہ لیبل بھی خوب رہا۔گویا شبِ برات کی رات جیسی

صفائی پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ صرف چند خطہ ہائے زمین کی آزادی کا جھگڑا ہے۔نہیں صاحب یہ گردنوں کو غیر اللہ کی غلامی سے چھڑانے کا قضیہ ہے یہاں تک کہ خوب صورت لیبلوں کے نیچے' سود' جوا' جمہوریت' کے پردے میں لوٹ مار کا سیاسی کلچر، عریانی فحاشی، عورت کا استحصال کا فتنہ دور کرکے اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کیا جائے۔

اصطلاح۔ تاریخ کے اوراق پلٹائیے کیا مسلمان اور جہادی ہم معنی الفاظ نہ تھے؟ کیا صد فیصد صحابہؓ نے جہاد نہ کیا؟ ان کے ہاں تو نابینا، لنگڑے، ضعیف نے بھی اپنا عذر پیش نہ کیا۔ معذور ہونے کی رخصت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ بچے بھی ایڑیاں اٹھا اُٹھا کر جہاد کے لیے اہلیّت ثابت کرتے رہے۔

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارہ

اندیشہ تو صرف یہ ہے کہ یہی حالات آگے چل کر وقت کی نجانے کتنی گردشوں کے بعد، جلد یا بدیر امام مہدی کی آمد پر منتج ہوں گے۔ اگر جماعتی قلعے یونہی قائم رہے جس سے باہر حقیقی اسلام وجود نہیں رکھتا تو امام مہدی کو تسلیم کرنے اور بیعت کرنے میں بہت سے موانع خدانخواستہ آڑے آسکتے ہیں۔ مثلاً کوئی جماعتی نظام یہ تقاضہ کرے کہ وہ پہلے ممبر بنیں، متفق، کارکن، رکنیت کے مرحلے طے کریں فارم پُر کریں' رپورٹ دیں تو قبولیت ممکن ہے۔ (چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر!) یا پھر یہ کہ پہلے سہ روزہ لگائیں یا یہ کہ مغربی جمہوری نظام اور ۷۳ء کے دستور کے تحت رکن قومی اسمبلی یا سینیٹر منتخب ہوں تو قیادت تک پہنچیں۔ غرض یہ کہ مختلف جماعتی نظام اپنے اٹل تقاضوں کی جکڑ بندیوں کا شکار ہو کر رہ جائیں۔ سائنس ٹیکنالوجی کے غم کا مارا مسلمان ان سے انجینیئرنگ کے کسی موثر عسکری شعبے کی ڈگری کا طلبگار ہو۔ اگر اُمت اسی دینی سانچے کے ساتھ آگے بڑھی تو بعید نہیں کہ یہی سب کچھ پیش آئے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ مشترک دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے مشترکہ حکمت عملی، **واعتصموا بحبل الله جميعاً** کے تحت اختیار کی جائے۔ اسلام کا مفاد عزیز تر ہو۔ تنظیمی بت ہی نہ پوجتے رہیں۔ اللہ کی رحمت اور حالات کی سازگاری سے یہ امید رکھی جاتی ہے کہ یہی ہزیمت جلد یا بدیر دنیائے کفر کے حصے افغانستان میں بھی آئے گی۔ فتح سے پہلے اور فتح کے بعد خرچ کرنے والے جانیں گھلانے، لڑنے اور مرنے مارنے والے یکساں نہیں ہوسکتے۔ بجائے ایک گونہ بے رُخی سے اعتراض برتتے کرکٹ میچ کی کیفیت سے روز کا سکور اور پراگریس دیکھنے کے آگے بڑھ کر کفر کی شکست میں اپنا حصّہ ڈالا جائے۔ لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کے یافتہ دین دار یا دین سے محبت رکھنے والے افراد کی گفتگوئیں، تحریریں مجاہدین کے حوالے سے کچھ ایسا تاثر دیتی ہیں گویا دھوبی سے کپڑے سے دھلوا لیے، نائی سے بال بنوا لیے، اور صاحب بہادر نے (پھٹے جوتے، پیوند زدہ کپڑے، گرد آلود بال لیے اللہ کی راہ میں لڑنے والے) مجاہدین سے امریکہ کو بھگانے کا کام لیا۔ اسے شاباش دے کر، لگے اپنی کرسی ایستادہ کرنے کا سامان کرنے۔ نہیں صاحب اب کے یہ نہیں چلے گا۔ اللہ جہاد کے ثمرات کی حفاظت فرمائے اور اس سے ہمہ گیر نظام شریعت کے نفاذ کی راہیں ہموار کرے یہاں تک کہ کوئی خیمہ ایسا نہ رہے جہاں اسلام داخل نہ ہو گیا ہو۔ یہ صفائی پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ صرف چند خطہ ہائے زمین کی آزادی کا جھگڑا ہے۔ نہیں صاحب یہ گردنوں کو غیر اللہ کی غلامی سے چھڑانے کا قضیہ ہے یہاں تک کہ خوب صورت لیبلوں کے نیچے 'سود' 'جوا' 'جمہوریت' کے پردے میں لوٹ مار کا سیاسی کلچر، عریانی فحاشی، عورت کا استحصال کا فتنہ دور کر کے اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کیا جائے۔ انسانوں کو انسانوں کی غلامی اور استحصال سے نجات دلا کر اسلام کی سلامتی اور امن سے لذت آشنا کروایا جاسکے۔ کفر کے تمام پرچم سرنگوں ہونے تک شرق تا غرب یہ جنگ بہر طور جاری رہے گی۔ ذرا سوچیے! آپ کا اس جنگ میں حصّہ کیا اور کتنا ہے؟ بے نیاز تماشائی؟ نقاد؟ یا کم از کم خیر خواہ، دعا گو؟ یا مال، دُعا، مجاہدین کے گھر والوں ہی کی خبر گیری سے نفاق سے برأت حاصل کرنے کی فکر کر لینے والے؟

تاریخ کے اوراق پلٹائیے کیا مسلمان اور جہادی ہم معنی الفاظ نہ تھے؟ کیا صد فیصد صحابہؓ نے جہاد نہ کیا؟ ان کے ہاں تو نابینا، لنگڑے، ضعیف نے بھی اپنا عذر پیش نہ کیا۔ معذور ہونے کی رخصت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ بچے بھی ایڑیاں اٹھا اُٹھا کر جہاد کے لیے اہلیّت ثابت کرتے رہے۔

سوچیے، دوسروں کو بھی دعوتِ فکر دیجیے۔ آج ہم دار العمل میں ہیں۔ کل دار الجزاء میں ہوں گے۔ اللھم اجعل خیر عملی خواتیمه (یا اللہ میرے بہترین عمل میرے آخری عمل بنادے)

یہ کون جواں ہیں ارضِ عجم
یہ لکھ لٹے
جن کے جسموں کی
بھرپور جوانی کا کندن
یوں خاک میں ریزہ ریزہ ہے
یوں کوچہ کوچہ بکھرا ہے
کیوں نوچ کے ہنس ہنس پھینک دیئے
اِن آنکھوں نے اپنے نیلم
ان ہونٹوں نے اپنے مرجاں
ان ہاتوں کی بے کل چاندی
کس کام آئی کس ہاتھ لگی؟؟

ان سارے سوالوں کے جواب قرآن وحدیث کے صفحات پر جابجا ملتے ہیں۔ اللہ کی رضا اور جنت کے حسین نظاروں کے لیے یہ نیلم و مرجاں لٹا دیئے گئے۔ یہ وہ نوجوان ہیں جو عقل کو بالائے طاق رکھ کر، تمام فلسفوں کو مات دے کر، عشق کے سمندر میں جا کودے۔ اگر ساری دنیا کا کفر یکجا ہو۔ تو ایسے میں پہاڑوں وادیوں سے جنت کی خوشبو پھوٹنے لگتی ہے۔ انسؓ بن نظر کے نقشِ پا ڈھونڈنے والے، دنیا کے ہر کونے سے

بقیہ صفحہ نمبر ۱۲ پر

افغانستان میں موسم سرما، امریکیوں پر بھاری

سید عمیر سلمان

جغرافیائی لحاظ سے افغانستان پہاڑی اور سرد علاقہ ہے۔ موسمی اعتبار سے گرمیوں میں قدرے گرم ہوتا ہے جبکہ سردیوں میں انتہائی سرد۔ یہاں کے بڑے پہاڑی سلسلوں میں کوہ بابا، کوہ ہندوکش اور کوہِ سفید شامل ہیں، افغانستان میں سطح سمندر سے کم سے کم بلندی 846 فٹ جبکہ زیادہ سے زیادہ بلندی 4,500 فٹ ہے۔

سطح سمندر سے اس قدر بلندی کی وجہ سے موسم سرما میں یہاں شدید سردی ہوتی ہے۔ افغانستان کا اوسط درجہ حرارت لوئر ہمالیہ جیسا ہے۔ موسم سرما کا اوسط درجہ حرارت 8- سے 24- کے درمیان رہتا ہے۔ یہاں ریکارڈ کیا گیا کم سے کم درجہ حرارت 57C- ہے۔

موسم سرما کا سب سے بڑا مسئلہ برفباری اور برفانی طوفان ہیں۔ کابل میں 2 سے 3 مہینے برف پڑتی ہے۔ غزنی میں 25 ڈگری کے برفانی طوفان آتے ہیں قندھار اور ہرات میں کسی حد تک برفباری ہوتی ہے۔ پاکستان سے ملحقہ علاقوں (نورستان وغیرہ) میں 2 میٹر تک برف پڑتی ہے۔

اس قدر سخت حالات کی وجہ سے موسم سرما میں نقل و حرکت محدود ہو جاتی ہے۔ اس موسم میں کوئی کارروائی کرنا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہو جاتا ہے۔ افغانستان کی تاریخ جنگوں سے بھری پڑی ہے لیکن ان میں موسم سرما میں لڑی جانے والی جنگوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ 1750 میں احمد شاہ کی فوج جب ایران سے واپس آ رہی تھی تو افغانستان میں صرف ایک رات میں اس کے 18 ہزار فوجی سردی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

افغانستان میں جاری کفر و اسلام کی حالیہ جنگ میں بھی گزشتہ سالوں میں موسم سرما میں مجاہدین کی طرف سے کارروائیوں میں نمایاں کمی آ جاتی تھی۔ صلیبی و مرتد فوجیوں کی ہلاکتیں بھی گرمیوں کے مقابلے میں آدھے سے بھی کم ہوتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ صلیبی و مرتد فوجی اس موسم میں اپنے آپ کو نسبتاً محفوظ سمجھتے تھے۔

لیکن اس بار حالات گزشتہ سالوں کی نسبت بہت مختلف ہیں۔ سخت ترین موسم سرما میں بھی مجاہدین کی طرف سے کارروائیوں میں کوئی کمی نہیں آئی اور مجاہدین نے صلیبی و مرتد افواج پر حملے برابر جاری رکھے۔ ماہ نومبر میں افغانستان میں کل 9 فدائی حملے ہوئے۔ مجاہدین کی طرف سے متعدد کارروائیوں میں امریکی واتحادی افواج کے 2 ٹینک اور 99 فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں۔ 399 صلیبی فوجی جبکہ 414 مرتد افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

دسمبر کا مہینہ بھی صلیبی و مرتد افواج پر بھاری گزرا۔ دسمبر میں 5 شہیدی حملے ہوئے۔ امریکی واتحادی افواج کے 38 ٹینک تباہ ہوئے اور 32 فوجی گاڑیاں اور ٹرک جنگ کا ایندھن بنے۔ 436 صلیبی اور 172 افغان فوجی مردار ہوئے۔

جنوری جس میں شدید ٹھنڈ کے ساتھ برفباری بھی عروج پر پہنچ جاتی ہے، میں بھی دشمنان اسلام سکون کی نیند نہ سو سکے۔ ماہ جنوری میں 6 فدائی حملے ہوئے۔ 44 ٹینک تباہ ہوئے اور 2 ہیلی کاپٹر مجاہدین نے مار گرائے گئے۔ 37 فوجی گاڑیاں اور ٹرک بھی متعدد کارروائیوں میں تباہ ہوئے۔ جنوری میں ہلاک ہونے والے صلیبی فوجیوں کی تعداد 186 ہے۔ جبکہ صلیبیوں کے 180 پالتو کتے (مرتد افغان فوجی) بھی مردار ہوئے۔

پنٹا گون کی جانب سے کانگریس کو بھیجی گئی رپورٹ کے مطابق پچھلے برس کے مقابلے میں طالبان کے حملوں میں 33 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اور ہیلی کاپٹروں اور جہازوں کو نشانہ بنانے کے واقعات میں 67 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ان نقصانات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مجاہدین نے اللہ کے فضل و کرم سے موسم سرما میں بھی اہل کفر کو بھاری نقصان پہنچایا ہے۔ اور یہ موسم اہل کفر پر اس قدر بھاری گزر رہا ہے کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں امریکہ اور نیٹو کو اندازہ ہو چکا ہے کہ افغانستان کو کنٹرول کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔ ایک طرف امریکہ افغانستان میں مزید فوج بھیجنے کا ارادہ کر رہا ہے اور دوسری طرف نیٹو حکام کا کہنا ہے کہ ان کی افواج کے لیے افغانستان میں مزید قیام کرنا مشکل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں مجاہدین کے حملوں کی وجہ سے نیٹو کی سپلائی لائن بھی کٹ کے رہ گئی ہے۔

مغربی میڈیا جو افغانستان میں امریکہ کی جھوٹی فتح کے گن گاتا رہتا تھا، اب امریکہ کی شکست کی باتیں کر رہا ہے۔ امریکی حکام بھی اب کھلے لفظوں میں شکست تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ افغانستان میں حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے مزید فوج کی ضرورت ہے۔ اور وہ اس سال کے آخر تک سترہ ہزار فوج مزید بھیجنے کی منظوری دے چکا ہے۔ امریکہ نے اتحادی ممالک سے مزید فوج بھیجنے کی درخواست کی ہے مگر اکثر ممالک نے انکار کر دیا ہے۔ کسی بھی قوم کی شکست کا اندازہ اس کے رویوں اور بیانات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ذیل میں مغربی میڈیا کی جانب سے جاری کردہ چند رپورٹیں اور بیانات پیش کیے جا رہے ہیں جن سے کفار کی شکست خوردہ سوچ کا واضح پتہ چلتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ بیانات مغربی میڈیا کی جانب سے جاری کیے گئے ہیں جو اسلام سے ازلی دشمنی کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح کے احوال کم سے کم بیان کرتا ہے۔

نیٹو کمانڈر جنرل کریڈک نے کہا ہے کہ مالیاتی بحران کی وجہ سے اتحادی

افواج افغانستان میں مزید قیام سے گریز کریں گی۔جنوبی ایشیا کے لیے امریکہ کے خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک نے کہا ہے کہ افغانستان میں صورتحال ویت نام سے زیادہ خراب ہے۔

دسمبر میں International council on (Icos) security & develpment نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کو ''Struggle for Kabul'' کا نام دیا گیا۔اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ طالبان ملک کے 72فیصد حصّے پر قابض ہیں۔جبکہ سال 2007ء میں یہ شرح 54فیصد تھی۔یعنی ایک سال میں طالبان نے ملک کے مزید 18فیصد حصّے پر قبضہ کرلیا۔Icos کے پالیسی ڈائریکٹر پال برٹن کا کہنا تھا کہ طالبان کابل کے گرد گھیرا تنگ کررہے ہیں اور بہت جلد ان کا قبضہ ہونے کا خطرہ ہے۔رپورٹ میں بتایا گیا کہ کابل جانے والی 4بڑی شاہراہوں میں سے 3 شاہراہوں پر طالبان کا قبضہ ہے اور چوتھی بڑی شاہراہ پر بھی طالبان کے حملوں کی اطلاعات ہیں۔طالبان کابل کے گرد گھیرا تنگ کرچکے ہیں اور کسی بھی وقت کابل کا دروازہ کھٹکھٹا سکتے ہیں۔

پنٹا گون کی جانب سے کانگریس کو بھیجی گئی رپورٹ کے مطابق پچھلے برس کے مقابلے میں طالبان کے حملوں میں 33فیصد اضافہ ہوا ہے۔اور ہیلی کاپٹروں اور جہازوں کونشانہ بنانے کے واقعات میں 67فیصد اضافہ ہوا ہے۔

نومبر میں امریکی جریدے''وال سٹریٹ جرنل'' کی شائع کردہ رپورٹ میں جنرل ڈیوڈ میکرنن اور دیگر فوجی حکام نے اعتراف کیا ہے کہ بعض صوبوں میں طالبان نے عدالتیں قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گورنر اور میئر بھی مقرر کردیے ہیں۔اس طرح طالبان ایک ایسی حکومت قائم کررہے ہیں جس پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا کوئی بس نہیں چلتا۔واشنگٹن میں قائم ایک غیر کاروباری میڈیا گروپ Accuracy in (AIM) Meida نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ''ایک لمحے کے لیے عراق کو بھول جائیں ہم افغانستان میں جنگ ہار رہے ہیں۔رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ نیٹو افغانستان میں جنگ ہار رہی ہے اور اس کے پاس جنگ جیتنے کی کوئی منصوبہ بندی بھی نہیں ہے۔

امریکی نائب صدر جوزف بائیڈن نے اعتراف کیا ہے کہ افغانستان میں صورت حال خراب ہوتی نظر آرہی ہے۔امریکی فوجیوں کی ہلاکتیں بڑھ رہی ہیں نیز یہ کہ آٹھ سالہ جنگ کے باوجود طالبان افغانستان میں مضبوط ہوئے ہیں۔یہ تو امریکی تھنک ٹینکس کی رپورٹس اور''آئمۃ الکفر'' کے اعترافی بیان ہیں جو ایوانوں میں بیٹھے اپنی شکست اور آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔دوسری طرف میدان جنگ میں موجود امریکی فوجیوں کے حالات بھی انتہائی مخدوش ہوچکے ہیں۔امریکی فوجی جو صرف اور صرف تنخواہ کی خاطر میدان جنگ میں کودے ہیں افغانستان کے حالات سے سخت مایوس ہوچکے ہیں۔اپنوں سے دوری اور ہر وقت موت کے خوف نے انھیں طرح طرح کے نفسیاتی عوارض میں مبتلا کردیا ہے۔امریکی سروے کے مطابق امریکی ہسپتالوں میں دماغی مریضوں میں سے 80فیصد تعداد افغان اور عراق جنگ میں حصّہ لینے والے فوجیوں کی ہے۔

امریکی فوجیوں میں خودکشیوں کی شرح بھی بہت بڑھ چکی ہے۔امریکی رپورٹ کے مطابق سال 2008ء میں 128امریکی فوجیوں نے افغانستان میں خودکشی کی۔امریکی ماہر نفسیات کے مطابق امریکی فوجی اس وقت خودکشی کرتے ہیں جب وہ چھٹی پر گھر جاتے ہیں اور واپس میدان جنگ میں آنے سے ڈرتے ہیں۔امریکی فوج کے سیکرٹری''پیٹ گرن'' نے بھی اعتراف کیا ہے کہ افغان جنگ میں خودکشیوں کی شرح ویت نام کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔

ان کے مقابلے میں مجاہدین کی کیفیت بالکل برعکس ہے وہ جام شہادت نوش کرنے کے لیے بےقرار بیٹھے ہیں۔فتح یا شہادت کا جذبہ انہیں سخت سردی میں بھی کمین گاہوں میں بیٹھنے نہیں دیتا۔اگر وہ فتح حاصل کرتے ہیں تو غازی بن کر اپنے رب کی رضا پاتے ہیں اور اگر جامِ شہادت نوش کرتے ہیں تو ہمیشہ کے لیے امر ہوجاتے ہیں دونوں طرف کامیابی ہی کامیابی ہے۔جب کہ کفر کے لیے ہر حال میں ہمیشہ کی ذلت لکھ دی گئی ہے۔کفر اور اسلام میں یہی بنیادی فرق ہے جو کہ کافر کو خودکشی اور مسلمان کو ہر حال میں اپنے رب سے راضی رہنے پر آمادہ رکھتا ہے۔

> کابل جانے والی 4بڑی شاہراہوں میں سے 3بڑی شاہراہوں پر طالبان کا قبضہ ہے اور چوتھی بڑی شاہراہ پر بھی طالبان کے حملوں کی اطلاعات ہیں۔طالبان کابل کے گرد گھیرا تنگ کرچکے ہیں اور کسی بھی وقت کابل کا دروازہ کھٹکھٹا سکتے ہیں۔

یہ حالات تو سردیوں کے ہیں جن میں برف کی وجہ سے کارروائی کرنا مشکل ہوتا ہے۔اب جبکہ بہار آنے کو ہے،مجاہدین بھی گرمیوں کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔بہار کے ساتھ جیسے جیسے برف پگھلتی جائے گی ان شاءاللہ مجاہدین کے حملوں میں بھی تیزی آتی جائے گی۔مجاہدین، جو فقط اللہ کی رضا کے لیے جہاد میں مصروف ہیں، کے حوصلے بلند ہیں اور جنگ کے ساتھ ساتھ ان کے ایمان میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔مجاہدین مزید جنگ کے لیے ہر طرح سے تیار ہیں۔بلادِ خراسان میں القاعدہ کے مسئول عام شیخ مصطفیٰ ابو یزید(شیخ سعید) حفظہ اللہ نے اس جنگ کا نتیجہ کچھ یوں بیان کیا ہے''مجاہدین جب چاہیں گے کابل پر قبضہ کرلیں گے۔امریکہ افغانستان میں اپنی مرضی سے آیا تھا تاہم واپس مجاہدین کی مرضی سے جائے گا۔افغانستان میں مجاہدین طویل جنگ کے لیے تیار ہیں''



ڈرون میزائل

عبدالہادی

16 فروری 2009ءکو دن کے نکلتے ہی وزیرستان میں زیریں کرم کے نواحی علاقے سرپل میں چار امریکی طیاروں نے میزائل حملے کر کے ایک عمارت کو زمین بوس کر دیا گیا۔عمارت میں موجود تیس افراد شہید ہوئے جن میں اکثر کے جسد خاکی ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔جبکہ شہداء کے علاوہ متعدد افراد زخمی ہوئے۔نئے شیطانِ کبیر بارک اوباما (جس سے سادہ لوح مسلمان بہت امیدیں وابستہ کئے ہیں جبکہ وہ اپنے الیکشن مہم میں حرمین پر حملے کی بات کر کے اپنے خبیث باطن کا ظاہر کر چکا ہے۔) کے دورِ صدارت میں بغیر پائلٹ ہونے والا چوتھا واقعہ تھا۔یہ میزائل حملہ اپنی نوعیت کا پہلا حملہ نہیں بلکہ گذشتہ پانچ سال سے صلیبیوں اور ان کے گماشتوں کی طرف سے کئے جانے والے حملوں کا تسلسل ہے۔یاد رہے صلیبیوں نے ڈرون میزائل کا پہلا قبیح حملہ ۲۰۰۵ء میں باجوڑ کے علاقے ڈمہ ڈولا کے ایک مدرسہ پر کیا۔جس کے نتیجے میں مدرسے میں دینی علوم کے حصول کے لیے موجود ۸۰ کے قریب معصوم بچے شہید ہوئے۔

ڈرون طیارے کو انگریزی میں میل (MALE) یعنی میڈیم آلٹیوڈ لانگ اینڈورنیس (Medium Altitude Long Endurence) کہا جاتا ہے۔پہلے پہل یہ جہاز محض انتہائی جاسوسی یا نگرانی کے لیے بنائے گئے تھے لیکن بعد میں ان پر اے جی ایم فائر میزائل بھی نصب دیئے گئے۔ڈرون کو سب سے پہلے ڈیزائن کرنے والا اسرائیلی فضائیہ کا چیف ابراہیم کیدم (جو بعد میں امریکہ جا بسا) تھا۔ ۱۹۹۰ء سے مختلف تجزیاتی مراحل گزرتے کے بعد،ان طیاروں کا استعمال صلیبیوں کے سرغنہ امریکہ نے ۱۹۹۵ء میں بالکان میں کیا۔اس کے بعد یہ یمن،بوسینا اور عراق میں استعمال ہوتے ہیں۔جبکہ ۲۰۰۱ء میں سرزمین اسلام پر امریکی حملے کے بعد ان کا استعمال یہاں کے مظلوم مسلمانوں پر بھی ہونے لگا۔

ڈرون محض ایک جہاز کا نام نہیں ہے۔بلکہ یہ ایک پورا فضائی نظام ہے، اس نظام میں چار جہاز،ایک زمینی کنٹرول سٹیشن اور سٹیلائیٹ سے ربط رکھنے کے لیے ایک حصّہ مختص ہوتا ہے۔اس پورے نظام کو چلانے کے لیے 55 افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ڈرون میزائل 8 سے 10 گھنٹے تک فضا میں بلند رہ سکتا ہے۔ڈرون میزائل کی دیگر تفصیل حسب ذیل ہے۔

- انجن — روٹیکس 914 ایف چار سلنڈر
- قوت — 115 ہارس پاور
- پروں کا پھیلاؤ — 48.7
- لمبائی — 27 فٹ
- اونچائی — 9.6 فٹ
- رفتار — 84 میل سے لے کر 145 میل فی گھنٹہ تک
- رینج (مار) — 445 میل تک
- پرواز کی بلندی — 25 ہزار فٹ
- ہتھیار — لیزر گائیڈ میزائل

ڈرون حملوں کا آغاز فروری 2004ء میں امریکی پالتو پرویز مشرف کے دور ہوا۔پہلے ڈرون حملے کے پر پاکستان کی بھولی عوام نے سڑکوں پر نکل کر احتجاج کا رُخ کیا تو پرویز مشرف نے ذرائع ابلاغ کے سامنے اپنے منافقانہ کردار کو مزید چمکا کر بیان کیا اور شیطان بش کی حکومت سے اس واقعے پر احتجاج کیا۔اسی دور میں امریکی ذرائع ابلاغ کے سامنے امریکی عسکری ترجمان نے دعویٰ کیا کہ بش کا کہنا ہے کہ پاکستان کی سرحد کے اندر فضائی حملوں کی با قاعدہ اجازت لی گئی تھی۔جبکہ صلیبیوں کے سجدہ ریز پرویز مشرف نے اس بیان پر کہا کہ ہم نے کسی کو پاکستان پر حملے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی ہمارا کوئی معاہدہ ہوا ہے۔اس حوالہ سے پرویز مشرف کی فوج ہی کے ایک جنرل (ر) شفیق کا کہنا ہے کہ پرویز مشرف کی بات بالکل درست ہے کہ اس نے امریکہ کے ساتھ ڈرون حملوں سے متعلّق کوئی تحریری معاہدہ نہیں کیا۔اس لیے کہ معاہدات دو برابر کے فریق کے درمیان ہوتے ہیں۔جبکہ یہاں تو معاملہ سرے سے ہی اُلٹ ہے کہ یہاں تو حاکم اور محکوم کا مسئلہ ہے۔امریکہ نے حملوں کے لیے اجازت نہیں لی تھی بلکہ اطلاع دی تھی کہ ہم پاکستان جیسے 'خودمختار' اور آزاد ملک کی سرحدوں کے اندر حملے کرنے چلے ہیں۔جنرل شفیق کا کہنا ہے کہ مشرف دور میں پاکستان نے جیکب آباد اور دالبندین ائر بیس امریکہ کے حوالہ کر دیئے تھے۔(نہ جانے ان جرنیلوں کو یہ حقائق فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد ہی کیوں معلوم ہوتے ہیں،شاید اس لیے کہ پہلے خود بھی کفر کی سجدہ ریزی کی تنخواہ لینا ہوتی ہے) جہاں عملاً 100 فی فیصد امریکی فوجیوں کی عمل داری تھی اور کوئی پاکستانی آفیشل بھی وہاں نہیں جا سکتا تھا۔(یہ ہے دنیا کی بہترین فوجوں میں سے ایک پاکستانی پروفیشنل فوج کی صلاحتیوں کا منہ بولتا ثبوت)۔

صلیبی اہلکار عرصہ دراز سے یہ بات کر رہے ہیں کہ پاکستان میں فضائی حملے خود پاکستان کے ہی ائر بیس سے اُڑانے والے ڈرون سے کئے جاتے ہیں۔پاکستان کے منافق اور فسق و فجور میں ڈوبے حکمرانوں کی ان منافقانہ چالوں کو مزید بے نقاب بھی ان کے صلیبی امریکی خدا ہی کر رہے ہیں۔امریکی سینٹ میں انٹیلی جنس کمیٹی کی چیئر پرسن انکشاف کرتی ہے کہ فاٹا پر ڈرون حملوں کے لیے طیارے پاکستان ہی سے اُڑاتے ہیں۔لاس انجلس ٹائمز کے مطابق فراہم کردہ معلومات درست ہیں۔ساتھ ہی ساتھ پاکستان کے بھی متعلقہ افراد چاہے ریٹائرمنٹ کے بعد

ہی سبھی اس کا اقرار کرتے آئے ہیں۔

پرویز مشرف کی ذلتوں کے ساتھ رخصتی کے بعد اس کے پیروؤں نے بھی اِسی کے راگ الاپنے شروع کر دیئے۔ قبائلی علاقوں میں صورتحال جُوں کی تُوں ہے۔ بلکہ ڈرون حملوں میں مزید تیزی آئی ہے۔ اور اس کی لپیٹ میں اب قبائلی علاقوں کے ساتھ ساتھ پاکستانی فرمانروائی کے علاقے بنوں وغیرہ بھی آنے لگے ہیں۔ اگست 2008ء سے فروری 2009ء تک 45 سے زائد میزائل حملے ہو چکے ہیں۔ زرداری حکومت کے دور میں شیطان کبیر بش کی جگہ نئے شیطان اوباما نے لی۔ لیکن اپنے آقا کے سامنے دُم ہلاتی زرداری حکومت کی آشیرباد سے ڈروون حملے جاری ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ کی ایک رپورٹ ان الفاظ کے ساتھ شائع ہوئی کہ زرداری نے امریکیوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا ہے ''تم حملے کرتے رہو، ہم مذمت کرتے رہے ہیں''۔ خود پاکستانی ذرائع ابلاغ کے مطابق زرداری کہتا ہے کہ میزائل حملے ہماری اجازت سے ہو رہے ہیں۔

امریکا نے اس دوران کھلے عام اعتراف کیا کہ ڈرون حملوں کے لیے پاکستان کی ہی سرزمین استعمال ہوتی رہی ہے۔ جبکہ پاکستانی حکومت نہ صرف یہ کہ امریکی اعترافات سے انکار کرتی رہی ہے۔ بلکہ منافقانہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے ہر ڈرون حملے پر باقاعدہ احتجاج کرتی ہے۔ پہلے پہل زرداری حکومت کی طرف سے سخت بیانات آنا شروع ہوئے، بیانات دینے والے میں غلام ابن غلام یوسف گیلانی اور امریکہ کا اپنا آدمی اشفاق کیانی شامل ہے۔ بعد ازاں یہ کہا جانے لگا کہ پاکستان کی اعلیٰ صلاحتیں رکھنے والی بہترین فوج کے پاس ڈرون حملوں کو روکنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ لہٰذا بے بسی کے ساتھ ان حملوں کا شکار ہونا مسلمانانِ پاکستان کا مقدر اور نصیب ہے۔ لیکن گھر کے ایک بھیدی فضائیہ کے چیف تنویر محمود نے یہ بیان دے کر کہ 'ڈرون طیاروں کو گرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور صرف حکومت کی اجازت کے منتظر ہیں' حکومت کی لنکا کو مزید ڈھا دیا۔

فضائیہ کے چیف کے اس بیان کے ردِعمل میں زرداری حکومت کی طرف سے جواب ملا کہ اگر امریکی طیارے گرائے گئے تو امریکہ 'پتھر کی دنیا' میں دھکیل دے گا (جیسے پہلے پاکستان ٹیکنالوجی کی مہا بلندی کو چھو رہا ہے)۔ اس کے بعد جب صلیبی ذرائع ابلاغ سے یہ باتیں زبان زد عام ہونے لگیں کہ ڈرون حملے پاکستان کی سرزمین سے ہی ہوتے ہیں اور ان کی اُڑان کے لیے پاکستان ایئر بیسز استعمال کئے جاتے ہیں، توحسبِ سابق صلیبی کٹھ پتلی زرداری حکومت کے کیمپوں سے اس کی تردید آ گئی۔ لیکن حکومتی منافقت کا بھید اس طرح سے کھل گیا کہ خود پاکستان کے ذرائع ابلاغ نے پاکستان کے شمسی ایئر بیس پر موجود ڈرون طیاروں کی تصاویر شائع کر دیں۔ پاکستان کی رزیل حکومت کے قبیح صورت مشیروں نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تصاویر کی اشاعت کے بعد احمد مختار جیسوں کی طرف سے بیانات داغے گئے کہ پاکستان ایئر بیس پر ڈرون طیارے صرف لینڈ کرتے ہیں (گویا یہ ڈرون طیارے پاکستانی ایئر بیس میں خالی جگہ پُر کرنے کے لیے کھڑے کئے جاتے ہیں اور ان کو ہمیشہ کے لیے یہاں ہی کھڑا رہنا ہوتا ہے۔ کیونکہ لینڈ کرنے والے طیارے اُڑتے تو ہیں ہی نہیں)۔

گزشتہ دنوں پاکستان کی طرف امریکہ میں متعین صلیبیوں کے ''اپنے'' بندے حسین حقانی نے امریکہ کی ''کونسل آف فارن ریلشنز'' کو بتایا کہ پاکستان مخصوص اہداف کے حصول کے لیے (اپنے آقا) امریکہ سے مکمل تعاون کر رہا ہے۔

امریکی وزارت دفاع کے ایک اعلیٰ افسر نے تو پاکستانی حکومت اور اس کے حواریوں کے نفاق کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔ فاکس نیوز (Fox News) کو دیئے گئے اپنے انٹرویو میں وہ کہتا ہے کہ ڈرون حملوں کے لیے موجودہ حکومت کے علاوہ ق لیگ، ایم کیو ایم، اور جے یو آئی (ف) کو بھی اعتماد میں لیا گیا ہے۔

مغربی ذرائع ابلاغ میں شائع ہونے والی رپورٹس میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ہونے ڈرون حملوں سے مجاہدین کی اعلیٰ قیادت میں سے بعض کے شہید ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق دسمبر 2007 سے جنوری 2008ء کے دوران کم و بیش 32 مجاہدین شہید یا زخمی ہوئے۔ جن میں شیخ ابو الليث الليبي، ابو خباب المصري، ابو سلمان الجزيري، اسا مه الكيني ، كمانڈر نذير، ابو الوفا المعود، ابو العبيد التونيسي اور خا لد حبيب شامل ہیں۔ جبکہ عامتہ الناس میں سینکڑوں بچے، بوڑھے اور خواتین اسلام بھی شامل ہیں جو صلیبی اور ان کی ایجنٹ پاکستانی انتظامیہ کی غاصبانہ کارروائیوں کا شکار ہوئے۔

صلیبیوں اور ان کے حواری پاکستانیوں کی ان مکروہ اور بہیمانہ کارروائیوں کے سدباب اور ڈرون حملوں کی سرکوبی کے لیے مجاہدین مخلصین نے باقاعدہ گروپ ترتیب دیا۔ جس کی ذمہ داری یہ تھی کہ ان حملوں کے لیے اطلاعات پہنچانے والے اور 'چپ' پھینکنے والے مخبروں اور جاسوسوں کا قلع قمع کیا جائے۔ چنانچہ متعلقہ مجاہدین نے اپنے اردگرد کے ماحول کی کڑی نگرانی شروع کر دی اور ان مرتد جاسوسوں تک رسائی ممکن بنائی۔ مجاہدین کے مطابق وزیرستان میں چند ٹکوں کے لیے اپنا ایمان بیچنے والے ان جاسوسوں کے کئی نیٹ ورک متحرک تھے۔ جن کو خوست (افغانستان) میں تربیت دی جاتی ہے۔ مجاہدین نے جن جاسوسوں کو گرفتار کیا انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ ایک کڑی کی صورت میں کام کرتے ہیں اور مجاہدین کے ٹھکانوں تک رسائی حاصل کر کے وہاں 'چپ' (chip) پھینک دیتے ہیں۔ جس کے بعد سٹیلائیٹ کے ذریعے متعلقہ چپ سے منسلک (connect) ہو کر وہاں میزائل حملہ کر دیا جاتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۲۵

اے میرے عزیز استاد

بنت حسین

روزنامہ جسارت کراچی ۱۵ جنوری ۲۰۰۹ء کو شائع ہونے والے کالم ''اے میرے عزیز'' میں کالم نگار زبیر منصوری نے نہ صرف اسلامی جمہوری تحریکات کے موقف کو بیان کیا ہے بلکہ سیکولر اور لبرل طبقہ کی جہاد پر چاند ماری کی جھلک بھی ان کی تحریر میں موجود ہے۔ان کے استدلال سے محسوس ہوتا ہے کہ دایاں اور بایاں بازو ایک ہو چکے ہیں۔ان کے جواب میں لکھی جانے والی تحریر کو ہم اس لیے شائع کر رہے ہیں کہ جہاد کے مخالفین کے اعتراضات رفع ہو سکیں اور اسلام پسندوں کا حقیقی چہرہ بھی سامنے آسکے۔مطالعہ کے دوران زبیر منصوری کے کالم کے درج ذیل اہم اقتباسات زیر نظر رہنے ضروری ہیں۔

- ''اگر ہمارا خیال ہے کہ روس کو مسلمانوں نے قوت سے ہرایا تو کوئی مجھے بتائے کہ پھر اس کا کون سا پھل مسلمانوں کی گود میں گرا؟ اور کتنا فائدہ اسٹنگر میزائل فراہم والوں کو پہنچا؟ امریکا کے سامنے سے ایک بڑے بدمعاش کو ہٹا کر ہم نے اس کے لیے راستہ تو صاف نہیں کر دیا؟ اور اب اگر ہم امریکہ کو ہرا بھی دیتے ہیں تو کیا امت مسلمہ دنیا کی قیادت کے لیے اہلیّت اپنے اندر پاتی ہے؟ کیا اس کے بعد ایک بار پھر ہماری قربانی کا پھل کسی نئے امریکہ کی گود میں تو نہیں گر جائے؟ مقابلہ دو پہلوانوں کے درمیان ہوتا ہے تو ایک کی جیت سے دوسرا ہارتا ہے بھلا کبھی تماشائی بھی جیتتے ہیں؟ کیا دنیا کے سٹیج پر ہماری حیثیت زیادہ سے زیادہ تماشائیوں کی سی نہیں ہے؟''۔
- ''صالحیت بہت اچھی مگر قیادت کے لیے کافی نہیں، صالحیت کے ساتھ صلاحیت بھی ضروری ہوتی ہے۔کیا ہم ایک ایسے تہجد گزار کو اپنا ڈرائیور رکھ لیں گے، جسے ڈرائیونگ نہ آتی ہو''؟۔
- ''امریکہ کو وہ تصویریں اور خبریں ہاتھ آگئی ہیں جنہیں اپنے میڈیا کی قوت سے بار بار دکھا کر اب وہ ساری انسانیت کو اسلام جیسی خوبصورت نعمت سے برگشتہ اور دور کر رہا ہے، اس نے طالبان کے اندر خود اپنے لوگ پلانٹ کر رکھے ہیں جو اس کے مفادات پورے کرنے کا سامان کر رہے ہیں''۔

12 جنوری 2009ء روزنامہ جسارت میں زبیر منصوری صاحب کا ایک کالم شائع ہوا بعنوان ''میرے عزیز..........'' اس تحریر کے ذریعے صاحب تحریر کیا پیغام دینا چاہتے تھے، یہ تو واضح نہ ہو سکا لیکن اس بات کا احساس ضرور ہوا کہ موجودہ دور کی سب سے مہلک بیماری کنفیوژن کا شکار ایسے اذہان بھی ہو چکے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی حوالے سے لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ دیا ہے۔تمہید زیادہ طویل کرنے کے بجائے ہم تحریر کے ان نکات پر بات کرتے ہیں جن پر ہم صاحب مضمون سے کچھ کہنا ضروری سمجھتے ہیں!......آپ لکھتے ہیں کہ ''اگر ہمارا خیال ہے کہ روس کو مسلمانوں نے قوت سے ہرایا، تو کوئی مجھے بتائے کہ پھر اس کا کون سا پھل مسلمانوں کی گود میں گرا؟ اور کتنا فائدہ اسٹینگر میزائل فراہم کرنے والوں کو پہنچا۔کہیں امریکہ کے سامنے سے ایک بڑے مدمعاش کو ہٹا کر ہم نے اس کے لیے راستہ تو صاف نہیں کر دیا؟''۔

پہلی بات جو ہم عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ہمارا یہ خیال نہیں ہے کہ روس کو ہم نے قوت سے ہرایا تب آپ کیا کہیں گے؟ اور وہ کون سا پھل تھا جس کی آس آپ لگائے بیٹھے تھے؟ (پھل تو گرا ہے وہ دوسری بات کہ پھل کٹھل کا نکلا اور گود میں نہیں بلکہ سر پر گرا ہے وہ بھی امریکا کے) بہر حال ان دو سوالات کے بعد ہم نے یہ حصّہ دوبارہ پڑھا تو اس بات کا احساس ہوا کہ آپ نے گویا جہاد افغانستان پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔اور اس کا قلق ہے کہ بدمعاش کو بدمعاش کے ذریعے ہی دھمکایا جا سکتا ہے تو خواہ مخواہ میں ہم نے روس کی بدمعاشی ختم کروانے میں اپنا حصّہ ڈالا۔اور ہم جو سید مودودیؒ کی بصیرت کو داد دیا کرتے تھے کہ روس ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا وہ یہاں آ کر تبدیل ہو جاتی ہے کہ جب اس بات کا پچھتاوا ہوتا ہے کہ ایک بدمعاش ختم ہو گیا اور اب امریکی بدمعاشی کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہ رہا۔(یہ ٹھیک وہی رائے ہے جس کا اظہار ملک کا سیکولر طبقہ ایک عرصے سے کرتا چلا آ رہا ہے کہ جہاد افغانستان ہماری غلطی تھا۔حالانکہ ہر ایمان والا جانتا ہے کہ روس کو بھی قوت ایمان ہی سے ہرایا گیا تھا)۔

آگے لکھتے ہیں کہ ''اور اب اگر ہم امریکہ کو ہرا بھی دیتے ہیں تو کیا امت مسلمہ دنیا کی قیادت کے لیے ضروری اہلیّت اپنے اندر پاتی ہے؟'' پتا نہیں یہ سوال امت کے کس طبقے سے کیا گیا ہے؟ اگر حکمران طبقہ اس کا مخاطب ہے تو وہ ایسا کوئی کام نہیں کر رہا ہے جس سے امریکہ ہار جائے۔اور اگر اس کے مخاطب وہ افراد ہیں جو امریکہ کی پالیسیوں اور اسلام دشمن جنونیت کے مخالف ہیں تو اس کی مخاطب اسلامی تحریکیں ہی ہیں جو کسی نہ کسی حوالے سے امریکہ کی سامراجیت کے خلاف ہیں۔لہٰذا یہ سوال خود ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔اگر ہم اس درجہ تنزلی اور مایوسی کا شکار ہیں تو گزشتہ ساٹھ سالوں میں ہم نے کس بات کی تیاری کی ہے؟ اور پھر کس حیثیت سے اہم اسلامی انقلاب کا دعویٰ کرتے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ آپ اس سلسلے میں لوگوں کو مایوس نہ کریں ضروری اہلیّت صرف امریکا کے پاس نہیں بلکہ ہمارے پاس بھی ہے۔کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم بغیر تیاری کے ہی الیکشن میں حصّہ لیتے ہیں جبکہ ہمارے پاس وہ ضروری اہلیّت ہی نہیں ہے؟ اس کی ضرور وضاحت کریں کیونکہ اس میں اسلامی تحریکوں کے بارے میں مایوس کن جذبات کا اظہار ہے۔

آگے لکھتے ہیں کہ ''اسلام بہت سی کمیاں پوری کر سکتا ہے۔مگر ایسا ممکن نہیں کہ آپ کے پاس محض جذباتی نعرے ہوں اور آپ انہی کی مدد سے دنیا کی قیادت

حاصل کرلیں‘‘۔ایسا تو صرف الیکشن میں ہی ہوتا ہے کہ پُر جوش نعرے اور جذباتی فضا کے ذریعے اپنے لیے رائے ہموار کرنا۔لیکن یہاں جن لوگوں سے آپ مخاطب ہیں ان پر یہ بات مناسب نہیں لگتی۔اگر جذباتی نعروں سے یہاں مراد جوش، جذبوں اور خلوص کی ہے تو صرف صلاحیت کے حامل افراد بھی کسی کام کے نہیں اگر ان کے پاس یہ مفید جذباتیت نہ ہو۔بعض اوقات جذبے صلاحیتوں سے بڑھ کر نتیجہ خیز ثابت ہوتے ہیں۔ابوجہل کو مارنے والے دو بچے ہی تو تھے،صلاحیت نہیں لیکن جذبات سے بھرپور! صلاحیت سے عاری تہجد گزار ڈرائیور ہم یقیناً نہیں رکھیں گے لیکن باصلاحیت جرائم میں ملوث یا بدکردار ڈرائیور بھی ہماری ضرورت نہیں (کردار کے لیے کوئی ورکشاپ نہیں ہوسکتی ہاں صلاحیتیں پیدا کی جاسکتی ہیں)۔آپ نے یہ بھی بجا فرمایا ہے کہ ’’امت کو ان دونوں صلاحیتوں کے حامل لوگوں کی ضرورت ہے‘‘یقیناً یہ درست ہے لیکن ضرورت صرف تہجد گزار کو ڈرائیونگ سکھانے سے نہیں بلکہ مہارت رکھنے والے کو تہجد گزار بنانے کی بھی ہے۔کیا اس سلسلے میں ہم نے اپنا ہوم ورک پورا کرلیا ہے؟

مزید لکھا ہے کہ ’’امریکہ کو وہ تصویریں اور خبریں ہاتھ آگئی ہیں جنہیں اپنے میڈیا کی قوت سے بار بار دکھا کر اب وہ ساری انسانیت کو اسلام جیسی خوبصورت نعمت سے برگزشتہ اور دور کر رہا ہے۔ظاہری بات ہے کہ تصویریں بھی فرمائش کر کے بنائی گئی ہوں گی۔لہٰذا تصاویر کا کیا اعتبار؟کم از کم آپ تو نہ کریں جبکہ آپ خود یہ بات جانتے ہیں۔اور کیا اس سے لوگ اسلام سے دور ہوگئے ہیں؟ذرا اس کا بھی سروے کریں کہ کتنے فیصد لوگ اس وجہ سے اسلام سے دور ہوئے ہیں؟ پھر ڈان میں شائع ہونے والے ایک سروے کا حوالہ ہے کہ ’’پاکستان میں 73 فیصد لوگ طالبان کے اسلام کو ناپسند کرتے ہیں‘‘۔ گویا ڈان تو ایسے سروے مذہبی جماعتوں کے لیے بھی کراتا رہا ہے؟؟؟ایک طرف مغربی میڈیا اور ملکی انگریزی میڈیا کے اغراض و مقاصد سے آگاہی بھی ہے دوسری طرف ان کے سروے پر اتنا اعتبار؟یہ نام نہاد رپورٹیں کس طرح لوگوں کی رائے تبدیل کرتی ہیں اس سے مجھ سے زیادہ آپ لوگ واقف ہوں گے کہ میڈیا کی ایک حکمت عملی یہ بھی ہے کہ اپنی ہر پیش کش کے ذریعے لوگوں کے اذہان کو اپنی طاقت اور دبدبے سے مرعوب کرلیا جائے تاکہ وہ کسی طرح بھی اس مرعوبیت کے اثر سے نہ نکل سکیں اور وہ اپنے موقف کو لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کردیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ ’’ایران بھی اپنی ذہانت سے مغرب کو اپنے گراؤنڈ پر کھلا رہا ہے۔وہ توہین آمیز خاکوں کے جواب میں صرف مظاہرے نہیں کرتا بلکہ منہ توڑ جواب دیتے ہوئے ہولوکاسٹ پر مقابلہ کارٹون کروا کر یہودیوں کو تلملانے پر مجبور کرتا ہے۔اس کی معیاری اور بامقصد فلمیں ہالی وڈ کی فلموں کو شکست دے رہی ہیں۔یقین کریں پورے کالم میں ہمیں ان سطور کو پڑھ کر بہت مزہ آیا۔

دیکھیے نا! ایران اپنے گراؤنڈ پر کھلا رہا ہے حالانکہ یہ کام پاکستان کر رہا ہے،یعنی امریکہ ہمارے ہوم گراؤنڈ پر اپنی سیریز کھیل رہا ہے۔وہ دوسری بات ہے کہ ہم ذہانت سے نہیں بلکہ بے غیرتی سے اس کا لطف اٹھا رہے ہیں۔خیر یہ تو ہمارا تبصرہ تھا لیکن ایران کی حیثیت اور امت مسلمہ کی حیثیت خصوصاً افغانستان،عراق، پاکستان اور فلسطین کے حوالے سے بہت واضح اور کئی لحاظ سے مختلف بھی ہے۔امریکہ کی خوفزدگی بھی ایران سے اس درجہ نہیں جتنی دوسرے ممالک میں اسلامی بیداری کے حوالے سے ہے۔ جہاں تک ہولوکاسٹ کے ذریعے تلملانے کی بات ہے تو ہمیں یہ تلملانا ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ مصرعہ ’’تلملانے کی اجازت نہیں دی جائے گی‘‘ اب نہ جانے ایران کے رخسار ہیں یا امریکہ کے ہونٹ‘‘۔

جہاں تک ہولوکاسٹ کے ذریعے مقابلے کی بات ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم توہین رسالت کی گستاخی کرنے والوں کو تو روک نہیں سکتے ہیں ہاں ان کے مقابلے میں ان ہی جیسی حرکت کر کے ان کو تلملانے پر مجبور کرسکتے ہیں اور اگر اس کے نتیجے میں بھی اسرائیل نے اپنی جنگی جنونیت ختم کردی ہوتی تو شاید یہ کوشش نتیجہ خیز ہوجاتی۔لیکن کیا ذہانت سے بھری اس مقابلہ بازی نے امت مسلمہ کو وہ قوت عطا کردی کہ ہم آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دشمن کو روک دیں؟ دوسری طرف ہولوکاسٹ سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے نہ ہی یہ ہمارا ایشو ہے۔یہ صرف اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا بچگانہ طریقہ ہے۔ ہولوکاسٹ پر کارٹون سازی سے زیادہ ہولوکاسٹ کی میڈیا وار اور اس کا تعلق اسرائیل کے ناجائز قیام سے جوڑ کر بتانا ضروری ہے۔سب سے موثر ہتھیار تو ان مصنوعات کے بائیکاٹ کے ذریعے تھا جس میں بھی ہم مجبور ہیں کہ نہ ہمارے پاس متبادل ہے اور نہ ہی متبادل کو ملٹی نیشنل کمپنیاں کام کرنے دیتی ہیں۔لہٰذا اس میدان میں بھی ہم نے ان سے پسپائی اختیار کرلی ہے۔

رہی بات فلموں کے پاکیزہ اور بامقصد ہونے کی تو ہم صرف یہ پوچھنا چاہیں گے کہ کیا اسلامی انقلاب فلموں سے آئے گا؟ اور اب تک کی تازہ ترین اطلاع کے مطابق بالی وڈ کو ہالی وڈ نے شکست سے دوچار کیا ہے ایران کی فلموں نے نہیں۔ جہاں تک بات بالی وڈ کے مقابلے کی ہے تو یہ بات واضح رہے کہ اس کی فلموں سے متاثر ذہنوں کو پاکیزہ اسلامی فلموں میں وہ مصالحہ نہیں ملتا جس کے وہ عادی ہیں۔آپ یقیناً دستاویزی اور معلوماتی فلموں کی بات کر رہے ہوں گے تو اس کو دیکھنے والے تو ویسے ہی بہت کم ہوتے ہیں۔اور اگر یہاں بات دوسری قسم کی فلموں کی ہے تو ہماری ’’دقیانوسیت‘‘ کے مطابق اس کا مزاج اسلام کے اصول وضوابط سے میل نہیں کھاتا کیونکہ جو رشتے ناتے ان فلموں میں دکھائے جاتے ہیں وہ علامتی ہی سہی لیکن جھوٹے ہوتے ہیں اور کہیں نہ کہیں اسلامی حدود سے ضرور ٹکراتے ہیں۔اب آپ صرف مردوں پر مشتمل فلمیں تو بنانے سے رہے اور اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ فلمیں اور ڈرامے بہت اثر پذیر ہوتے ہیں تو ہمیں اس بات پر بہت حیرت ہے کہ کسی نے آج تک اپنی تبدیلی کا ذریعہ فلم یا ڈراما نہیں بتایا۔جبکہ ہمیں تحریروں، سیرت اور رواقعات پڑھ کر تبدیلی لانے والے بے شمار لوگ ملتے ہیں۔حالانکہ ہر بننے والی فلم چاہے وہ کتنی ہی

بیہودہ موضوع پر کیوں نہ ہو، پیار، محبت، ہمدردی، اخلاص، حب الوطنی اور جرائم کے خلاف ہونے کا درس ضرور دیتی ہے۔لیکن فلموں کے رسیا عوام میں اب تک کتنی تبدیلی آئی اس کا جائزہ ضرور لیا جائے۔ ہاں اس کے نتیجے میں منفی تبدیلیاں بہت زیادہ رونما ہوئی ہیں جو اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ انھیں خطوط پر ''اسلامی فلمیں'' بھی تبدیلی رونما کرسکتی ہیں۔ ہوسکتا ہے ہماری معلومات ناقص ہوں آپ اپنے ادارے کے تحت ان کو دکھانے کا اہتمام کرلیں کیونکہ خیر کا ہر کام اسلامی ہی تو ہے اور یہ فلمیں تو ویسے بھی اسلامی ہی ہیں۔

یہاں ہم یہ بات ضرور کہنا چاہیں گے کہ اسلام کا اپنا ایک مزاج ہے جو سنجیدگی اور بردباری کا تقاضہ کرتا ہے۔ زمانہ جاہلیّت میں میلوں ٹھیلوں کا بہت چرچا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے کفر کے مقابلے میں دین کی دعوت کو پیش کرنے کے لیے اسلامی میلے ٹھیلے منعقد نہیں کیے تھے۔ بلکہ ان افراد تک بھی رسائی حاصل کر کے اپنی دعوت ضرور پہنچائی تھی۔فلمیں ذہنوں تک رسائی کا بلاشبہ ایک بہت موثر ذریعہ ہیں۔ لیکن اسلامی انقلاب لانے میں اُن کا کیا کردار ہوگا، اس بارے میں کچھ کہنا اور خوش فہم رہنا ابھی قبل از وقت ہے۔ ہاں اس خواہش کے نتیجے میں ہم نے اپنے بہت سے اسلامی ذہن رکھنے والے لوگ جوان کی جھولی میں ڈالے ہیں جو بجائے تبدیلی لانے کے خود تبدیل ہو چکے ہیں۔اور ہم ''سادہ ہی ایسے ہیں کہ یوں ہی پذیرائی'' کے مصداق اپنے لوگوں کے نام ہی دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے رہتے ہیں۔ جو کہ اب اپنے رہے نہیں۔ ان تمام باتوں سے صرف ایک ہی چیز واضح ہوتی ہے کہ ہم ابھی تک ردِّعمل کے دور سے نہیں نکل سکے۔اسلام عمل کا دین ہے ردِّعمل کا نہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کے ذہنوں سے میڈیا کا اثر نکالیں اور ان کا ذوق وشوق تبدیل کر کے ان کا ذہن بدلیں۔(یہاں پر یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم سرے سے الیکٹرونک میڈیا کے خلاف ہیں اس کی اہمیّت اپنی جگہ برقرار ہے، ہم نے صرف فلموں کے حوالے سے بات کی ہے وہ بھی ایران کی اصلاحی اور بامقصد فلموں کے جواب میں، ہم دستاویزی اور معلوماتی فلموں کے بھی مخالف نہیں)۔

نہ جانے کیوں اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کر کے بھی ہم یہی سمجھتے ہیں کہ ہماری کامیابی ٹیکنالوجی اور کسی معرکتہ الآراترقی میں چھپی ہے حالانکہ جذبہ ایمانی نہ ہو تو یہ سب ہونے کے باوجود غلامی کی عادت نہیں جاتی۔ کیا آج پاکستان ایک ایٹمی قوت نہیں ہے؟ اس کی فوج دنیا کی بہترین فوجوں میں سے نہیں ہے؟ پھر ہم نے کیوں اپنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں؟ لیکن ہم ہیں کہ ابھی تک ردِّعمل اور مصلحت کے دائروں سے نہیں نکل پائے ہیں۔

آپ نے یہ بھی لکھا کہ ''ہر دور میں اسلام کی اپنی ضرورتیں رہی ہیں۔اس عہد میں اسلام کو محض جان دینے والوں کی نہیں بلکہ جان دینے کا جذبہ رکھنے مگر اسلام کے لئے ذہانت کے ساتھ دشمن کے خلاف لمبی لڑائی لڑنے والوں کی ضرورت ہے۔ پہلے تو یہ واضح کر دیا جائے کہ اسلام کی ضرورتیں کیا ہیں اور وہ کس طرح ہر دور میں تبدیل ہوتی ہیں؟ اور اگر یہ بات درست بھی مان لی جائے تو یہ اس وقت قابل قبول ہوتی جب امت مسلمہ میں فلسطین، افغانستان، عراق، باجوڑ، وانا، ابوغریب اور گوانتاناموبے جیسے ممالک، علاقے اور عقوبت خانے موجود نہ ہوتے پھر ہم اپنی جانیں بچا کر دشمن کی سرد جنگ کا مقابلہ کرنے کی تیاری کرنے کی بات کرتے تو جچتی بھی، لیکن ایک ایسے دور میں جبکہ ہر طرف آگ وخون کی برسات ہو، مظلوم عورتیں اور بچے مسلمان کہلائے جانے کے جرم میں قتل کیے جارہے ہوں اپنے ملک کی مغربی سرحدیں خاک وخون میں ڈوبی ہوئی ہوں اور امت کی بقا کے لئے محاذوں کو گرم کرنے کی ضرورت ہو تو آپ ''برف کے دماغ'' سے سوچنے کی ترغیب دیتے ہیں؟ حکمت صرف ٹیسٹ میچ کے لئے کیوں اختیار کی جائے؟ حکمت عملی تو یہ ہے کہ ون ڈے میں بھی شکست دی جائے اور ٹیسٹ میچ میں بھی فتح حاصل کی جائے۔ کیونکہ ٹیسٹ میچ بھی وہی ٹیم جیت سکتی ہے جس کا مورال ون ڈے کی کامیابیوں سے بلند ہوگیا ہو۔ جناب اسلام کے تقاضے ہر دور میں ایک سے رہے ہیں کہ اللہ کی زمین میں اللہ کا دین نافذ کیا جائے اور اس کیلئے جان و مال کی قربانی پیش کی جائے۔ جانیں بچا کر رکھنے والوں کو تو منافقین میں شمار کیا گیا ہے۔ کیا ہم سورۃ توبہ پڑھتے ہیں؟ اور کفر سے سودا بھی کرتے ہیں؟ آپ کے پیش کردہ فارمولا کے مطابق ذہانت کے ساتھ غلامی کی زندگی گزارنے کی کوئی ایک مثال ہمارے اسلام کی ہو تو پیش کریں تاکہ ہم جیسے بہت سے جاہلوں کا فائدہ ہو۔شیر کی ایک دن کی زندگی جینے والا ٹیپو سلطان زندہ ہوتا تو آج اپنے مقولے پر شرمندگی سے مرجاتا کہ نام کا بھی ذہین نہ نکلا اور تو اور غازی عامر چیمہ شہید کو بھی اس دور کے تقاضے سمجھ میں نہ آسکے۔ ورنہ جان بچا کر کچھ کر ہی لیتا؟؟؟۔

آپ نے کہا کہ ''ملت کے اندر سے امریکیت نکال دیں'' ہماری بھی آپ سے یہی درخواست ہے کہ امریکی چشمے اتار کر رکھ دیں (بلکہ توڑ دیں)، مصلحت کے کمبلوں کو جسموں سے اتار پھینکیں۔ اور اپنے دوستوں اور دشمنوں میں فرق کرلیں (مغربی سرحدی علاقوں میں کوئی امریکی ایجنٹ نہیں ہے)، پھر ہمیں بتائیں کہ وہ کون سی ''مناسب حکمت عملی'' ہے جس کو تیار کرنے اور جہد مسلسل کرنے کا عزم ابھی تک عمل میں تبدیل نہیں ہوا ہے؟ وہ وقت کس حکمت عملی کے تحت آئے گا کہ جب اسلامی ممالک اور تحریکوں کی مجبُوریاں ختم ہوجائیں گی اور کب قلم میں اتنی جرات آئے گی کہ جو کچھ مغربی علاقوں میں ہورہا ہے اس کو بے نقاب کردیں اور ہم یہ جان سکیں کہ نیٹو کی سپلائی لائن کو پے درپے تباہ کرنے والے بھی کیا امریکی ایجنٹ ہیں؟ جن کو اب ہم عسکریت پسند کہہ رہے ہیں ایک ایسا دور پُرفتن جس میں حق شر کے ساتھ خلط ملط ہوگیا ہو تو اپنے قدم بچا کر چلنا اور یہ فیصلہ کرنا بہت ضروری ہے کہ رحمٰن کا راستہ کون سا ہے اور شیطان کا کون سا؟

بقیہ صفحہ نمبر ۲۳

معاہدہ سوات: طالبان کی فتح

ربنواز فاروقی

سوات میں لال مسجد کے انتقام کے لیے 7 جولائی 2007ء سے اٹھنے والی تحریک رفتہ رفتہ تحریک طالبان کا حصّہ بن گئی۔تحریک نے سوات میں شریعت کے نفاذ کے لیے جہاد کے دوران تمام مزاحمتی قوتوں سے بھر پور مقابلہ کیا۔فوجی آپریشن کے نام پر عام مسلمانوں پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ توڑے گئے کہ وہ رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے کم ازکم دو ہزار مسلمان شہید ہوئے اور پانچ لاکھ اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔

طالبان کی راہ میں مزاحم قوتیں چاہے وہ پولیس اور پیراملٹری فورسز ہوں یا کہ باقاعدہ فوج، اے این پی کے ملحد لیڈر ہوں یا مقامی جاگیردار سبھی نے منہ کی کھائی۔بہت بڑی تعداد میں پولیس اہلکار،مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہوتے رہے اور مجاہدین انہیں سمجھاتے کہ طاغوت کی نوکری کر کے تم عملاً ان کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہواس لئے یہ نوکری چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی معافی مانگو۔اس طرح یہ لوگ توبہ کے عوض رہائی پاتے رہے۔فوج کے لاتعداد سپاہی اور افسر طالبان کے ہاتھوں قتل ہوئے اور کئی قیدی بنے اسی طرح اے این پی کے کئی رہنما اور مقامی جاگیردار جو حکومتی حاشیہ بردار تھے وہ بھی کیفر کردار کو پہنچے۔

اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں حکومت نے ذرائع ابلاغ اوراسلامی جمہوری قیادتوں کے ذریعے یہ پروپیگنڈا کروایا کہ'را' کے ایجنٹس تحریک طالبان میں شامل ہیں ایسی لاشیں ملی ہیں جو غیر مختون ہیں۔ بھارتی کرنسی بھی برآمد کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔بہر حال،مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، کے مصداق حکومتی جھوٹ و دروغ گوئی کے نتیجے میں عوام الناس میں طالبان،ایک ایشو بن گئے اور یوں اللہ نے حکومتی شر میں سے خیر برآمد فرمایا۔یاد رہے کہ سوات میں مجاہدین کو کنٹرول کرنے کے لئے فوج بھی ایم ایم اے کے''درویش'' وزیر اعلیٰ درانی کی استدعا پر آئی تھی۔سیکیورٹی کونسل کے اجلاسوں کی رودادیں اس امر کی گواہ ہیں۔

طالبان لوگوں کے تنازعات کا فیصلہ کرنے اور اخلاقی جرائم میں مبتلا افراد کو شریعت کے مطابق سزا دینے کے لئے شرعی عدالتوں کا قیام عمل میں لائے جس کے نتیجے میں تھانے،کچہری عملاً عضو معطل بن کر رہ گئے اور لوگ شریعت کے مطابق فیصلہ کروانے کے لئے علماء کرام پر اعتماد کرنے لگے۔یہ پروپیگنڈہ کرتے ہوئے اُن بدھووں،نے یہ نہ سوچا کہ دنیا کیا سوچے گی کہ اگر ہم'را' کے ایجنٹوں سے اس قدر مار کھا رہے ہیں تو باقاعدہ انڈین فوج کے سامنے ہمارا کیا حال ہوگا؟

اس صورتحال میں حکومتی ذرائع جھوٹ پر جھوٹ بول کر مسلسل یہ باور کروانے کی کوشش کرتے رہے کہ ہم نے طالبان کا صفایا کر دیا ہے، دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ رہے ہیں وغیرہ وغیرہ جبکہ اس کے برعکس خود امریکی تجزیہ نگار یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ پہلے پندرہ فیصد علاقے پر طالبان کا کنٹرول تھا لیکن اب 75 فیصد علاقہ طالبان کے پاس ہے۔بی بی سی کے مطابق سوات ایسا منظر پیش کر رہا ہے کہ جیسے وہ طالبان کا ملک ہو اور وہاں سیکورٹی فورسز باغی کے طور پر موجود ہوں۔ماہِ فروری ۲۰۰۹ء کے آغاز میں جنرل کیانی نے سوات کا دورہ کیا اور آپریشن کو تیز تر کرنے کے احکامات دیئے۔جس کے بعد فوج نے گن شپ ہیلی کاپٹرز کے ذریعے عام آبادی پر بمباری کی اور سینکڑوں عام مسلمانوں کو شہید کیا۔اس دوران میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے ہجرت کی اور پشاور و مردان کا رخ کیا۔

سوات میں اس سے قبل بھی تحریک نفاذ شریعتِ محمدی، جس کے امیر مولانا صوفی محمد صاحب ہیں کی قیادت میں دو مرتبہ نفاذ شریعت کی مسلح تحریک اٹھی۔1993ء اور 1999ء میں اٹھنے والی اس تحریک کو حکومت نے شریعہ ریگولیشن، جاری کر کے ختم کر دیا۔

بعد ازاں ان ریگولیشنز پر عمل درآمد نہ ہونے کے برابر ہوا۔اس مرتبہ بھی حکومت سرحد نے صوفی محمد صاحب سے نظام عدل ریگولیشن، جاری کرنے کی شرط پر معاہدہ کیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح فوج کی جان بخشی کروائیں۔صوفی محمد صاحب بہت مخلص اور دردِ دل رکھنے والے بزرگ ہیں۔طاغوتی نظام سے بیزار اور شدید متنفر ہیں۔یہاں تک کہ 2001ء میں وہ گرفتار کیے گئے تو وکلا نے کافی کوشش کی کہ وہ وکالت نامے پر دستخط ہی کر دیں لیکن صوفی صاحب کا کہنا تھا کہ''میں جن عدالتوں کو ہی کفریہ نظام سمجھتا ہوں ان میں جا کر اپنے لئے رعایت کیسے حاصل کروں''؟صوفی صاحب اس کردار کے حامل ہیں اور جمہوریت کو بھی کفر قرار دیتے ہیں۔لیکن ان تمام اوصاف سے متصف ہونے کے باوجود وہ سادہ طبیعت کے بزرگ ہیں اور حکومتی چالوں کا ادراک نہیں رکھتے۔

موجودہ معاہدے کے ذریعے حکومت نے صوفی صاحب سے مذاکرات کئے اور انہیں رضامند کیا کہ وہ طالبان کو اس معاہدے پر راضی کریں۔حکومت کا خیال تھا کہ طالبان فوراً اس لولے لنگڑے نظامِ عدل، کا انکار کر دیں گے اور اس طرح ذرائع ابلاغ اور ساری دنیا کے سامنے اپنی امن پسندی اور مجاہدین کی تشدد پسندی کا واویلا کریں گے لیکن مجاہدین کی بصیرت نے حکومتی چال ناکام کر دی اور مجاہدین نے صوفی صاحب کو ہی اپنا نمائندہ قرار دیتے ہوئے عارضی جنگ بندی کا اعلان کیا اور مستقل جنگ بندی کے لئے یہ شرائط پیش کیں۔

(۱) شریعت زندگی کے تمام شعبوں میں نافذ کی جائے۔

(۲) گرفتار شدہ مجاہدین کو رہا کیا جائے۔

(۳) دو ہزار شہدا کی 12 لاکھ فی کس کے حساب سے دیت ادا کی جائے۔

(۴) زخمیوں اور مکانات کے نقصانات کا معاوضہ دیا جائے۔

مجاہدین کی اس تدبیر سے حکومتی چال خود اس پر ہی الٹ گئی اور وہ پریشان حال ہو کر امریکہ اور مغرب کے سامنے اپنے اس کام کی صفائیاں پیش کر رہی ہے۔ کیونکہ اس معاہدے اور نظام عدل ریگولیشن، کے اجرا سے پورے عالم کفر کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں مقامی ملحد اور مرتد طبقات کی گویا جان ہی نکل گئی ہے، کینیڈا میں 150 کلمہ گو مرتد، شریعت نامنظور جلوس نکال رہے ہیں، چیئرمین سینٹ اطمینان دلا رہا ہے کہ صرف سوات میں یہ نظام نافذ ہو رہا ہے باقی ملک اس سے محفوظ رہے گا، وزیر خارجہ شاہ محمود اپنے امریکی آقاؤں کو وہاں جا کر تسلی دے رہا ہے کہ یہ طالبانائزیشن کی طرف قدم نہیں، زرداری خود بھی اپنے مالکان کو یہ باور کروا رہا ہے کہ یہ عارضی بندوبست ہے سرنڈر نہیں، دوسری طرف امریکہ بیک وقت دو زبانیں بول رہا ہے۔ ہالبروک اس پر تلملا رہا ہے جبکہ وزیر دفاع افغانستان میں بھی اسی طرز کے معاہدے کرنے کی بات کر رہا ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ ٹائمز وغیرہ بھی اسے طالبان کی فتح اور حکومت کی شکست سے تعبیر کر رہے ہیں۔

اس معاہدے کے مطابق حکومت ملا کنڈ ڈویژن اور ضلع کوہستان میں شرعی نظام عدل کے نفاذ کی پابند ہوگی۔ جبکہ تحریک نفاذ شریعت محمدی ملا کنڈ ڈویژن میں امن قائم کرنے کے لئے بنیادی کردار ادا کرے گی۔ فوج امن معاہدے کے بعد سوات میں بحالی اور ترقیاتی امور سرانجام دینے کے لئے موجود رہے گی اور کاموں کی تکمیل کے بعد جانے کی پابند ہوگی۔ شرعی نظام عدل کے مطابق پورے ملا کنڈ ڈویژن جس میں سوات، دیر بالا، دیر پائین، بونیر، شانگلہ اور ملا کنڈ ایجنسی کے علاوہ ہزارہ ڈویژن کا ضلع کوہستان شامل ہیں، میں ایک ساتھ شرعی عدالتی نظام قائم کیا جائے گا۔ 'نظامِ عدل ریگولیشن' کے تحت فوجداری مقدمات کا فیصلہ چار ماہ، جبکہ سول مقدمات کا فیصلہ چھ ماہ میں کیا جائے گا۔ شرعی عدالتوں کے فیصلوں کو کسی بھی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکے گا البتہ نظر ثانی کے لئے ڈویژنل سطح پر قائم ہونے والے دارالقضاء (لارجر شرعی بینچ) میں اپیل کی جاسکے گی جبکہ دارالقضاء کے فیصلوں کو حتمی تصور کیا جائے گا۔

اس معاہدے سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حکومت اور فوج اس قدر شکست خوردہ ہو چکیں تھیں کہ نفاذ شریعت محمدیؐ جو کہ کالعدم تحریک ہے اور خود حکومت نے اس پر پابندی لگائی تھی کے ساتھ باقاعدہ مذاکرات کیے۔ جو حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے دوسرا یہ کہ مکمل شریعت تو درکنار کچھ شرعی اصطلاحات اور عدالتیں بھی جمہوری نظام ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کر سکتا جس کی مثال حسبہ بل ہے۔ جس کے ذریعے سے ایم ایم اے نے اپنے ووٹرز کو لالی پاپ دینے کی کوشش کی لیکن وفاقی حکومت نے اس کو منظور نہیں کیا لیکن موجودہ نظام عدل ریگولیشن، اپنی جان بخشی کے لئے جاری کیا۔ مولانا فضل اللہ صاحب نے بالکل سچ کہا ہے مجاہدین کے جہاد اور قربانیوں نے ہی حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے گویا کہ ٹھنڈے میٹھے جمہوری، آئینی اور پرامن ذرائع سے نا تو شریعت کبھی نافذ ہوئی ہے اور نہ کبھی نافذ ہوگی۔

❁---❁

بقیہ: اے میرے عزیز استاد

ہر آنے والے دن کے ساتھ تاریکی بڑھے گی ایسے میں اللہ سے اس بات کی طلب کہ اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا اور حق کے پلڑے میں اپنا وزن ڈالنے والا بنا ہی دراصل نشان راہ ہے۔ بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے کی پکار کبھی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تو کبھی رحمٰن کی طرف سے یہ ہمارے قلمکاروں کا ایک اہم فریضہ ہے کہ وہ حقیقت لوگوں تک پہنچائیں نہ کہ سنی سنائی خبروں کی بنیاد پر رائے قائم کر کے جہاد و دہشت گردی کو ہی خلط ملط کر دیا۔ ہمیں تو ڈر ہے کہ آنے والے دور میں اسلامی جہاد اور غیر اسلامی جہاد کی اصطلاح بھی ہمارے ہی لوگ استعمال نہ کر رہے ہوں اور دہشت گردی بھی اسلامی لیبل کے ساتھ پڑھنے کو نہ مل جائے۔ قوموں پر کٹھن وقت آتا ہی ہے لیکن ذہنی و فکری محاذوں پر شکست کھانیوالی قومیں مقابلہ شروع ہونے سے پہلے ہی خارج ہو جاتی ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ آپ کا وہ ضمیر زندہ ہے کہ جس کو امت کی تکلیف محسوس ہوتی ہے، ہم اپنی دنیا کی وجہ سے جرات نہیں رکھتے تو کم از کم اپنے روشن ماضی پر شرمندگی کا اظہار بھی نہ کریں۔ اگر موجودہ کشمکشِ باطل میں کھل کر سامنے نہیں آسکتے تو جہاد فی سبیل اللہ کی حیثیت کو بھی کم نہ کریں کیونکہ اس کا جو مقام ہے وہ خوش نصیبوں کو ملتا ہے۔ جناب! یہ تو نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم، اللہ کے راستے میں قتال کرتی رہے گی (سنن النسائی کتاب الخیل والسبق والرمی) آخر میں صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ ہم اپنے سوچنے سمجھنے والے ذہنوں پر پہرے نہیں لگا سکتے۔ ہاں انہیں مختلف لیبل لگا کر ''قیادت پر عدم اعتماد'' تحریکی شعور کی کمی'' جذباتی'' اور ''تنظیمی بگاڑ کا موجب'' قرار دے کر اپنے سے بددل ضرور کر سکتے ہیں۔ کاش کہ ہم رٹے رٹائے جوابات کے بجائے دلائل پر مبنی جوابات دینے کی کوشش کریں اور سچ کا اعتراف کر کے حقیقی صورتحال بتائیں تاکہ ہمارے لوگ ہم سے دور نہ ہوں اور ہمارا قلم مصلحتوں اور موجودہ دور کے تقاضوں سے آلودہ ہو کر حق کو باطل کے ساتھ ملانے والا نہ ہو۔ امید ہے کہ میری کوئی بات گراں نہ گزرے گی۔ آپ میرے استادوں میں سے ہیں لہٰذا گستاخی معاف کر دیں گے۔ (امید تو یہی ہے) اللہ ہم سب کو دجالی فتنوں سے بچائے اور حق کو حق اور چیزوں کو ان کی اصل کے ساتھ دیکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❁---❁

امریکی فوجی جنگوں سے تنگ! خودکشیوں میں اضافہ

زمین پر پائی جانے والی انسان نامی مخلوق اپنے فرائض سرانجام دینے کے لیے دوقسم کے خیالات (Schools of Thought) کو استعمال کرتی ہے۔

(۱) پروفیشنل

(۲) پرسنل

پروفیشنل طریقے سے فرائض کی ادائیگی کی سب سے بڑی مثال امریکی و نیٹو افواج ہیں اور پرسنل طریقے سے فرائض کی ادائیگی کی مثال عراق اور افغانستان میں مزاحمت کرنے والے مجاہدین کو کہہ سکتے ہیں، آج تک پوری اسلامی تاریخ میں کسی بھی مجاہد نے نہ تو خودکشی کی ہے اور نہ نفسیاتی مریض بنا ہے، کیوں؟ جبکہ مغربی اور امریکی افواج میں بالکل اس کے برعکس دن بدن فوجی دماغی مریض بن رہے ہیں اور خودکشیاں کر رہے ہیں، آج کل یہ کہا جا رہا ہے امریکی فوجی جنگوں سے تنگ آچکے ہیں جس کی وجہ سے ان میں خودکشی کی شرح میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، کتنی عجیب بات ہے ایک سپاہی اس طرح کے مصائب میں کیسے الجھ سکتا ہے؟ سپاہی کا تو جینا مرنا میدان جنگ میں ہوتا ہے، مگر یہ کیسے سپاہی ہیں؟ جو میدان جنگ سے اکتا چکے ہیں۔ امریکی رپورٹ کے مطابق 2008ء میں 128 امریکی فوجیوں نے افغانستان میں خودکشی کی ہے، یہ رپورٹ اس ملک نے شائع کی ہے، جس کے اپنے فوجی خودکشی کر رہے ہیں، اس رپورٹ میں کس حد تک صداقت ہوگی؟ مگر 128 کا نمبر انہوں نے میڈیا کو دے دیا، اس سے یہ بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خود امریکی حکومت بھی اس طرح کے واقعات سے تنگ آچکی ہے اور اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، آج اگر امریکہ کے ہسپتالوں کا سروے کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ ہسپتالوں میں دماغی مریضوں میں سے 80% تعداد عراق اور افغان وار میں حصّہ لینے والے فوجیوں کی ہے۔ امریکی فوج کے سیکرٹری ''پیٹ گرن'' نے ایک پریس کانفرنس میں یہ انکشاف کیا ہے کہ افغان وار میں خودکشیوں کی شرح ویت نام جنگ سے کئی گنا زیادہ ہے، پچھلے دنوں افغانستان میں امریکی جنرل کا بیان تھا کہ افغان وار ویت نام سے زیادہ خطرناک ہے۔ امریکی رپورٹ کے مطابق ''یہ ویت نام وار کے بعد پہلی دفعہ ہوا ہے کہ امریکہ میں فوجیوں کے دماغی مریض بننے اور افغانستان میں خودکشیوں کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے، امریکی حکام اس کا بھی حل نکالنے سے قاصر ہیں۔ امریکی ماہرین بھی خودکشیوں کی شرح کم کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں، امریکی ماہرین نے افغان وار میں حصّہ لینے والے امریکی فوجیوں کے لیے مختلف قسم کی مراعات اور پیکجز کا اعلان کیا ہے، اب ہر فوجی دستے کے ساتھ ماہرین نفسیات کی ایک پوری ٹیم کو مقرر کیا گیا ہے، مگر وہ چھوٹے دل والی، کمزور اور مایوس فوج میں زندگی کی کرن جگانے سے قاصر ہیں، جنگ شروع ہونے سے پہلے یہ فوجی امریکہ کے شو پیس تھے جو سوائے ''Lip Service'' کے اور کچھ نہیں کرتے تھے، انہوں نے کبھی کوئی سخت مہم میں حصّہ نہیں لیا تھا، امریکی جنرلوں نے غلط بیانی کر کے انہیں افغانستان میں آنے کے لیے آمادہ کیا، انہیں سبز باغ دکھائے۔ مگر افغانستان آنے کے بعد صورتحال یکسر مختلف نکلی اور سب سے بڑھ کر افغان اور عراقی مجاہدین ہیں جو جنگ پورے جذبے کے ساتھ لڑ رہے ہیں، امریکی ماہر نفسیات ''کرن ریچی'' نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ زیادہ تر خودکشیاں اس وقت ہوتی ہیں جب کوئی فوجی چھٹی پر گھر آتا ہے مگر پھر واپس جانے سے کتراتا ہے یا پھر اسے گھر کی زیادہ اور میدان جنگ کی یاد کم آتی ہے، امریکی فوج تو تنخواہ دار طبقہ ہے، جسے اپنی تنخواہ سے مطلب ہے وہ جان جوکھوں میں نہیں ڈالتے، اوبامہ کے لئے اب سب سے بڑا چیلنج افغانستان میں جنگ کو جاری رکھنا ہے کیونکہ امریکی فوجی جنگ میں دلچسپی نہیں لے رہی بلکہ دل برداشتہ ہو کر خودکشیاں کر رہی ہے اور دوسری طرف امریکہ کے اتحادی نیٹو ممالک یا تو اپنی افواج کو واپس بلا رہے ہیں یا پھر مزید فوج بھیجنے سے انکار کر رہے ہیں، نیٹو ممالک کے انکار کی بھی یہی وجہ ہے کہ نیٹو افواج بھی دماغی مسائل کا شکار ہو چکی ہیں، افغانستان میں ہر فوجی کے فرسٹ ایڈ باکس میں کوئی ایسی گولی نہیں جس کا تعلّق براہ راست نفسیاتی مسائل سے نہ ہو بلکہ اب تو وہ میدان جنگ میں جانے سے پہلے (Depression) ڈپریشن کی گولی نگل کر جاتے ہیں مگر پھر بھی خودکشیوں کی شرح میں کمی کی بجائے اضافہ ہو رہا ہے، امریکی جریدے کے مطابق افغانستان میں موجود امریکی فوج کے سیکرٹری ''پیٹ گرن'' کا کہنا ہے کہ

Why do the numbers keep going up? We cannot tell you. But we can tell you that across the army,s we are committed to doing everything we can to adress the problems.

'' ہم یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ ان (خودکشیوں) کی تعداد میں اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟ لیکن ہم ایسی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں جس سے امریکی افواج کے درمیان پائی جانے والی نفسیاتی امراض کا حل نکل سکے''

اس رپورٹ سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ افغانستان میں موجود امریکی فوجیوں کی حالت زار سب سے گھمبیر مسئلہ بنا ہوا ہے، یہ رپورٹ کسی غیر جانبدار نے نہیں بلکہ خود امریکی حکام نے جاری کی ہے۔ اب پانی سر سے گزرنے کے بعد

امریکہ کو خود بولنا پڑا ہیا یک اور ماہر نفسیات جو کہ افغانستان اور عراق دونوں جنگوں پر اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے اُن کا کہنا ہے کہ

They(young Soldier) feel more trapped than older people. The older people have a little more experience and they say. Okay, you know, this is going to be over at some point, where as the younger guys they just get into army and they start to go through these experiences,the kind of get that sense of hoplessness.

''جوان فوجی بوڑھے فوجیوں کی نسبت زیادہ نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں کیونکہ بوڑھے فوجیوں کے پاس تجربہ ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ سب اچھا کی رپورٹ دیتے ہیں مگر جوان فوجیوں کو آرمی میں آتے ہی جنگ میں دھکیل دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ مایوسی اور ناامیدی کا شکار ہو جاتے ہیں''۔

امریکہ میں اب باقاعدہ نفسیاتی ماہرین کا ایک پینل بنا دیا گیا ہے جس کا مقصد صرف اور صرف جنگ سے فارغ ہونے والے فوجیوں کی دیکھ بھال کرنا ہے، ان کو درپیش مسائل کا حل تلاش کرنا ہے اوپر بھی بتایا جا چکا ہے کہ مسلم دنیا کی فوج اور مجاہدین اسلام میں سے نہ تو کبھی کسی نے نفسیاتی دباؤ میں آ کر خودکشی کی ہے اور نہ کبھی جنگ میں زندہ بچ جانے کے بعد پاگل ہوا۔ بلکہ اگر وہ جنگ جیت کر غازی بن کر واپس آتا ہے تو اس کا استقبال اس طرح کیا جاتا ہے کہ نفسیاتی بیماری تو دور کی بات اگر اسے جنگ میں تھکاوٹ بھی ہو تو وہ بھی اتر جاتی ہے جبکہ اس کے برعکس امریکی اور نیٹو افواج کا جذبہ شہادت سے دور دور تک کوئی واسطہ ہی نہیں۔ اگر افغانستان میں جاری جنگ مزید 5 یا 10 سال تک جاری رہتی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ طالبان اور مجاہدین کو پاگلوں کے ساتھ جنگ لڑنا پڑے گی اور یہ ہی قدرت کا انتقام ہے، دنیا میں امریکہ اقتصادی لحاظ سے مار کھا رہا ہے اور اب افرادی قوت بھی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ جس کا فائدہ اب دیکھتے ہیں کون اٹھاتا ہے؟



بقیہ ڈرون میزائل

ان مکروہ دھندوں میں ملوث، گرفتار کئے گئے جاسوسوں نے اعتراف کیا کہ مجاہدین کے ٹھکانوں کی اطلاعات دینے پر انہیں دس ہزار ڈالر تک کی پیش کش کی جاتی ہے۔ مجاہدین نے درجنوں کی تعداد میں ان گرفتار شدگان جاسوسوں سے معلومات کے بعد اُن کے گلے کاٹ کر انھیں واصل جہنّم کر دیا۔ مجاہدین کے عظیم رہنما شیخ ابواللیث اللیبی رحمہ اللہ کے ٹھکانے کی جاسوسی کرنے والے غلیظ جاسوسوں نے اپنی موت سے قبل اعتراف کیا کہ ان لوگوں کو اس قبیح کام کے عوض مجموعی طور پر 55 لاکھ روپے دیئے گئے تھے (ایک کو 15 اور چار کو 10 لاکھ روپے فی کس)۔

مجاہدین مخلصین کی طرف سے ان اقدامات کے بعد ڈرون حملوں کی شدت میں انتہائی کمی واقع ہوئی (الحمدللہ)۔ صلیبی افواج اور ان کے حواری نام نہاد مسلمانوں کی ان قبیح کارروائیوں کے سدباب کی (باذن اللہ) صورت پیدا ہونے کے بعد مجاہدین نئے حوصلے اور جوان عزائم کے ساتھ کفری لشکروں کی سرکوبی کے لیے تیز تر گامزن ہیں۔ اور ان شاء اللہ موسم سرما کے اختتام پر، مجاہدین مخلصین اللہ کی نصرت کے سہارے صلیبیوں کو پیام مرگ دینے کے لیے صف بستہ کھڑے ہیں۔

اللھم انصر المجاہدین واجعلنا منھم،امین

❁---❁

نبی کریم ﷺ جب بدر کے لئے نکلے تو حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے والدؓ دونوں نے جہاد میں شرکت کا ارادہ کیا اور حضور ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ تم میں سے کوئی ایک جہاد کے لئے نکلے تو باپ بیٹے نے قرعہ اندازی کی' قرعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے نام نکلا تو ان کے والد نے کہا کہ ''اے میرے بیٹے مجھے ترجیح دو'' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''ابا جان یہ جنت کا معاملہ ہے کوئی اور موقعہ ہوتا تو یقیناً میں آپ کو ترجیح دیتا''۔ حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ نکلے اور بدر میں شہید ہو گئے اور ان کے والد حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ اگلے سال اُحد میں شہید ہوئے۔

(المستدرك ٤٨٦٦،كتاب السنن٢٥٥٨،
سیر اعلام النبلاء ١/ ٢٦٦)

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتخریج: طالب صدیقی

قائین محترم! بعض ناگزیز وجوہات کی بناء پر ماہِ فروری میں مجاهدین کی صلیبیوں کے خلاف کارروائیوں کی مکمل تفصیل بروقت موصول نہیں ہوسکی۔ان شاء اللہ کوشش ہوگی آئندہ شمارہ میں دوماہ کی کارروائیوں کی تفصیل پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔یقنناً مجاهدین آپ کی ہروقت کی دعاوں کے مستحق ہیں۔

یکم فروری

کابل: مجاہد ملا دؤاد نے فرانسیسی فوج کے کانوائے پر شہیدی حملہ کیا۔جس کے نتیجے میں تین فرانسیسی ٹینک تباہ اور آٹھ فوجی ہلاک اور چند ایک زخمی۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے مجاہد بھائی کی شہادت کو قبول فرمائیں اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔

قندھار: صوبات کے علاقے میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں کینیڈی ٹینک تباہ اور تمام فوجی ہلاک

غزنی: پولش فوج کا غزنی کے ایک گاؤں پر حملہ اور بمباری۔کئی مکان تباہ اور 2 افراد کو گرفتار کرلیا۔جبکہ 5 شہری شہید جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔

ننگرہار: ضلع اچین میں افغان فوج کے مرکز پر حملہ۔جس کے نتیجے میں مرکز تباہ ہوگیا۔مرنے والوں کی تعداد معلوم نہ ہوسکی۔

قندھار: ضلع گرشک کے علاقے میں افغان پولیس کی چیک پوسٹ پر حملہ۔٦ اہلکار ہلاک، اور کئی زخمی۔حملے کے بعد میں چیک پوسٹ کو تباہ کردیا گیا اور اسلحے کی کثیر مقدار غنیمت میں حاصل ہوئی۔

وردگ: بارودی سرنگ سے افغان فوج کی گاڑی ٹکرا گئی۔جس کے نتیجے میں 5 افغان فوجی ہلاک

خوست: ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں پیدل افغان فوجی ہلاک جن کی تعداد ٨ بتائی گئی ہے۔

- بک کے علاقے میں امریکی فوجیوں پر مارٹر گولے داغے گئے۔حملے کی تفصیلات معلوم نہ ہوسکیں۔

قندھار: مجاہدین کا امریکی امداد کے لیے جانے والے قافلے پر حملہ، دو ٹرک جلا دیئے گئے جب کہ حفاظت پر مامور 3 اہلکار ہلاک اور کئی زخمی

فراح: ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں 6 افغان فوجی ہلاک

غزنی: پولش آرمی کے مرکز پر بھاری اور ہلکے ہتھیاروں سے حملہ، جس کے نتیجے میں مرکز میں آگ لگ گئی۔اور چھے پولش فوجی ہلاک اور کئی زخمی۔

خوست: ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں افغان فوج کی گاڑی تباہ اور ٦ فوجی ہلاک

قندھار: ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں پیدل فوج کے 5 فوجی ہلاک

5 فروری

خوست: ضلع لکھنو کے علاقے میں ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں دو گاڑیاں تباہ۔یہ گاڑیاں امریکی سامان رسد کی ترسیل کے لیے استعمال ہوتی تھیں۔

- امریکی سامان رسد والے ٹرکوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ۔قافلہ کی حفاظت پر مامور تمام گارڈز ہلاک

8 فروری

ننگرہار: امریکی فوجی بیس پر حملے کے نتیجے میں 11 امریکی فوجی ہلاک اور تین گاڑیاں تباہ۔اس حملے میں چھے راکٹ داغے گئے۔

ننگرہار: مجاہدین نے صوبہ ننگرہار کے نائب گورنر قاضی خاں کو ہلاک کردیا۔

12 فروری

- مجاہدین نے کمین لگا کر 13 پولیس اہلکار ہلاک کردیے۔اس کارروائی میں پولیس چیف عزیز خان بھی ہلاک ہوا۔جبکہ 2 گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔
- مجاہدین نے کمین لگا کر 2 چیک پوسٹوں پر قبضہ کرلیا۔2 اہلکار ہلاک جبکہ

20 فروری

باقی بھاگ گئے۔مجاہدین کو غنیمت میں کافی اسلحہ ملا۔

خوست: ضلع صبری میں بارودی سرنگ سے گاڑی ٹکرا گئی۔گاڑی تباہ اور اس میں موجود افغان فوجی ہلاک۔

26 فروری

کابل: مجاہدین کا بیک وقت وزرات انصاف، تعلیم اور جیل خانہ جات کی عمارتوں پر حملہ کردیا، فائرنگ کے تبادلہ۔کارروائی کے دوران 2 مجاہد بھائیوں کا شہیدی حملہ۔مزید تفصیلات معلوم نہ ہوسکیں۔

خوست: بھارتی انجینئر اپنے تین سیکورٹی گارڈز سمیت ہلاک

ہلمند : ایک ٹینک تباہ۔ٹینک میں موجود تمام فوجی ہلاک
فراح: افغان فوج کے ٹینک پر حملہ۔ٹینک تباہ،تمام فوجی ہلاک
غزنی: افغان کمانڈر کی گاڑی پر حملہ۔کمانڈر سمیت تین فوجی اہلکار ہلاک
ہلمند : صوبہ ہلمند کے علاقے لوئی مندہ میں بارودی سرنگ سے ٹینک ٹکرا گیا۔ تمام افغان فوجی ہلاک
قندھار: بم دھماکے کے نتیجے میں کینیڈین ٹینک اور گاڑیاں تباہ اور کئی فوجی زخمی
پکتیکا: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں قبائلی سردار ہلاک۔ایک اور کارروائی میں ایک کمانڈر سمیت 7 افغان مرتد فوجی ہلاک
قندھار: حضرت بابا کے علاقے میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں افغان فوجی ہلاک

- ایک اور حملے میں سات افغان فوجی ہلاک اور چھ زخمی

27فروری

ہلمند : ضلع گرشک میں ریموٹ کنٹرول بم حملے سے برطانوی ٹینک تباہ۔ چھ برطانوی فوجی ہلاک

28فروری

کابل: انٹیلی جنس کا تفتیشی افسر قاسم خان مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار۔اس افسر کو مجاہدین نے خفیہ مقام پر منتقل کر دیا۔
پکتیکا: مجاہدین کی کارروائی میں دو امریکی ٹینک تباہ۔تمام امریکی فوجی ہلاک
قندوز: مجاہدین کی کارروائی کے نتیجے میں 3 افغان فوجی ہلاک۔فوجی افسر سمیت 3 فوجی زخمی
بغلان: افغان آرمی کی چیک پوسٹ پر حملہ۔چیک پوسٹ مکمل طور پر تباہ،مزید تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔
پکتیکا: صوبہ پکتیکا کے شہر شپک تنگی میں امریکی سپلائی لائن پر حملہ۔تمام گاڑیاں تباہ
قندھار: امریکی سپلائی لائن پر حملہ۔ایک ٹرک جلا دیا گیا اور حفاظت میں مامور گارڈ مار دیئے گئے۔
زابل: امریکی کانوائے پر حملے کے نتیجے میں 5 امریکی فوجی ہلاک ایک امریکی ٹینک تباہ
اورزگان: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ایک آسٹریلوی ٹینک تباہ، ٹینک میں موجود تمام آسٹریلوی ہلاک۔
نمروز: صوبہ نمروز کے زرانگ شہر میں مجاہدین کے حملے سے افغان آرمی کی چیک پوسٹ تباہ۔2 فوجی ہلاک۔اسلحہ غنیمت میں حاصل ہوا۔

❁—❁

مجاھد اور عابد کا تقابل

اے حرمین کے عبادت گزار! اگر تو ہمارا حال دیکھے تو تجھے یقین ہو جائے گا کہ تیری عبادت کھیل کود سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔
عابد اگر اپنے آنسوؤں سے رخسار تر رکھتا ہے تو ہم مجاہدین کے سینے اپنے خون سے رنگین رہتے ہیں۔
عابد اگر شغلِ باطل کے لیے اپنا گھوڑا تھکاتا ہے تو ہمارے گھوڑے بوقتِ صبح دشمن پر حملہ کرنے کی بناء پر تھکتے رہتے ہیں۔
حرمین میں عبادت کرنے والو! عبیر کی خوشبو تمہیں مبارک ہو۔ہمارے لیے تو جہادی گھوڑوں کے کھروں کا غبار ہی بہترین عبیر کی خوشبو ہے۔
ہمارے پاس ہمارے نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہی پہنچتی ہے۔ایسی صحیح وصادق حدیث جو کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی۔
کسی آدمی کے ناک میں جہادی گھوڑوں کا غبار اور جہنم کی دھکتی ہوئی آگ کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔
یہ دیکھو اللہ کی سچی کتاب شاہد و ناطق ہے کہ شہید فی سبیل اللہ مردہ نہیں (جنت میں) زندہ ہے۔اس بات کو جھوٹا کہا نہیں جا سکتا۔

قاضی نصیبین عبداللہ بن محمد سے روایت ہے کہ امام عبداللہ بن مبارکؒ جب شام کی سرحد طرسوس پر جہاد میں عملاً شریک تھے،تو انھوں نے درج بالا اشعار تحریر کئے اور مجھے دے کر مشہور عابد اور زاہد بزرگ فضیل بن عیاض کی طرف بھیجا۔جب فضیل بن عیاضؒ نے یہ اشعار پڑھے تو بے اختیار رونے لگے اور فرمایا
''عبداللہ بن مبارکؒ نے سچ کہا اور نصیحت کا حق ادا کر دیا''۔
فضیل بن عیاضؒ کے بیٹے محمد بن فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ ''میں نے عبداللہ بن مبارکؒ کو خواب میں دیکھا تو سوال کیا'' آپ نے کون سا عمل افضل ترین پایا؟'' انھوں نے فرمایا: ''وہی عمل جس میں میں مشغول رہتا تھا''۔میں نے کہا ''آپ کی مراد سرحدوں پر مورچہ بند رہنا اور جہاد کرنا؟'' فرمایا: ''جی ہاں'' میں نے پھر پوچھا: ''آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟'' آپؒ نے فرمایا: ''مغفرتوں پر مغفرتیں نصیب ہوئیں ہیں''۔

الجہاد الاسلامی از مفتی عبد الرحمن الرحمانی

❁—❁

قبولیت ومقبولیت

عمر خیام

تواس نے کہا: ''ہاں''۔

لیکن اس نے جو جواب دیا اس نے میری راتوں کی نیندیں حرام کردی ہیں۔وہ ''شُر طہٰ'' کہنے لگا۔

ہاں!۔۔۔ادب اور عقیدت تو تمہارے پاس ہی ہے۔قرآن کو پاک قالین پر رکھنے کی جسارت نہیں کرتے۔ذرا یہ بتاؤ گے کہ جن کے سینوں میں قرآن ہوتا ہے ان کے ساتھ کیا کرتے ہوئے تم لوگ۔ڈالروں کے عوض فروخت کردیتے ہو انھیں تم لوگ۔اس کی بات کا جواب میرے پاس نہیں تھا۔

اس نے خاموشی سے اپنا سفید کوٹ اور گلے میں جھولتا ہوا اسٹتھو اسکوپ جو اسے پھندے کی طرح محسوس ہو رہا تھا اپنے ساتھی کے حوالے کیا اور اسپتال سے باہر آ گیا۔ گھر آنے کے چار روز بعد وہ بمشکل اسپتال آیا تھا۔اس نے گاڑی کا رُخ قبولیت اور مقبولیت کا نکتہ سمجھانے والے اپنے مُربی کے گھر کی جانب کردیا۔اس کی آنکھوں میں سوال ہی سوال تھے۔

اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ وہ بیرونی دروازے کی کال بیل پر انگلی رکھ کر بھول گیا ہے۔

دروازہ اُسی مربی نے کھولا اور اسے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

کمرے میں بیٹھتے ہی وہ بولا۔

''یہ کشمکش کب اور کیسے ختم ہوگی۔تم قبولیت کی بات کرتے لوگ کامیابی کی بات کرتے ہیں۔خیرخواہ بن کر سمجھانے چلے آتے ہیں۔مستقبل، مستقبل، مستقبل''۔

''آخر کیا ہے کامیابی؟ چار دنوں میں کوئی چار سو لوگ مجھے چار ہزار نصیحتیں کر چکے ہیں۔محض ایک تصور۔جس کی کوئی بھی تشریح کرنے سے قاصر ہے۔اس لئے کہ لوگ مشاہدہ کی بنیاد پر معیارات قائم کرتے ہیں۔کامیابی کے سارے تصور ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔انسان کامیابی کا فیصلہ کر ہی نہیں سکتا۔فیصلہ وہ کرسکتا ہے جس نے انسان اور اس جہان کو تخلیق کیا ہے''۔

کامیابی کا تصور اگر ظاہر سے ہے تو یہ مبہم ہے خوبصورتی کی طرح۔جو ہونٹ تمہاری نظر میں موٹے اور بھدے ہیں وہی افریقہ میں خوبصورتی کی علامت ہیں۔کسی نظر میں دولت کامیابی ہے اور کوئی اسے ٹھوکر مارنے کو کامیابی سمجھتا ہے۔سب کے اپنے پیمانے ہیں۔

''ہاں!حسن پر سب متفق ہیں۔اس لئے کہ اس کا تعلّق ظاہر سے نہیں باطن سے ہے۔مثلاً حسن خلق۔کوئی اسے جھٹلا نہیں سکتا۔یہ ہمہ گیر تصور ہے۔اگر فیصلہ کا اختیار لوگوں کو سونپ دو تو یہ بھی فرد پر منحصر ہے اور اگر کامیابی کے فیصلہ کا حق اسے ہی سونپ دو جس کا اختیار ہے تو وہ بتا چکا ہے کہ کامیابی دراصل کیا ہے''۔

''ہاں! یہ بات مجھے سمجھ آ چکی ہے۔بس کبھی وسوسے آتے ہیں تالیف قلب کے لئے حاضر ہو جاتا ہوں''۔اس نے اپنے مربی سے کہا۔

''بیٹا! یہ اس پورے عمل کا حصّہ ہے رسوخ حاصل ہونے میں وقت لگتا ہے۔جو قائل ہونے کے بعد معقولات میں الجھتے ہیں وہ پھنس جاتے ہیں۔اگر خیال آئے تو اسے ہوا کے جھونکے کی طرح گزر جانے دو۔۔۔''

دونوں خاموش ہوگئے تھے۔گھڑی بھر کے بعد اس نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، یہ کیوں نہیں سمجھتے؟ اُن کی تو سمجھ آتی ہے لیکن یہ کیوں ان کے ہم آواز ہو گئے ہیں؟

''ایک بات بتاؤ۔کبھی کسی کنسرٹ میں گئے ہو''۔جہاندیدہ مربی نے اس سے پوچھا۔

''نہیں''اس نے جواب دیا۔

''ہوں۔۔۔ پتا تو ہوگا کیا ہوتا ہے۔ایک گلوکار لاکھوں کے مجمعے کو نشستوں سے کھڑا کر کے نچواتا ہے۔ہر عمر اور ہر جنس کے لوگ اس کے ساتھ ساتھ تھرک رہے ہوتے ہیں۔کبھی سوچا ہے اس کی طاقت کے بارے میں آخر اس شخص میں ایسی کیا بات ہوتی ہے''۔

''اپنے آواز کے جادو سے''۔اس نے بے ساختہ کہا۔

نہیں۔۔۔وہی شخص اگر سڑک پر گانا گائے تو ناچنا تو درکنار بہت سے لوگ چند لمحوں سے زیادہ وہاں رکنا بھی گوارا نہیں کریں گے۔اگر تم میوزک کی بات کرتے ہو تو ہم راہ چلتے ہوئے بھی سنتے ہیں زیادہ سے زیادہ اس پر کوئی چٹکیاں تو بجا سکتا ہے۔مگر وہ سب نہیں کرسکتا جو کنسرٹ میں کرتا ہے''۔

''سوچو۔۔غور کرو۔۔۔اور پھر جواب دو''۔وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا

''اپنے مہربان کی بات سن کر وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا اور پھر اچانک بے ساختہ بولا۔

''ماحول''۔۔۔۔ایک خاص ماحول!ہاں ہاں!اسکی ساری جادوگری لوگوں کو نچوانے کی طاقت ایک خاص ماحول کے تابع ہوتی ہے۔وہ ایسا ماحول بناتا ہے۔رنگ برنگی روشنیوں سے، میوزک سے، ساؤنڈ سسٹم سے، وہ لوگوں پر اس ماحول کا فسوں طاری کردیتا ہے۔سامنے وہ اکیلا ہوتا ہے اور پس پردہ ایک پوری ٹیم ہوتی ہے۔

مربی کے لبوں پر نرم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔اس نے طمانیت کا سانس لیا اور بولا

''بالکل ٹھیک کہا تم نے۔اب ذرا تصور کرو۔کسی ایسی جگہ جہاں لوگ دیوانہ وار ناچ رہے ہوں اور کوئی اس مجمع کو یہ سمجھانے کی کوشش کرے کہ یہ گلوکار ہے اور کچھ بھی نہیں۔تم بھلے لوگ ہوا س کے ساتھ کیوں ناچ رہے ہو۔تو کوئی اس کی بات نہیں سنے گا''

''نہیں ہرگز نہیں سنے گا''۔اس نے اثبات میں جواب دیا۔

''لیکن ایک لمحے کو تصور کرو کہ اس ہال میں کوئی ایک لمحے کو بجلی بند کر دے تو کیا ہوگا۔ناچنے والے تو کیا، نچوانے والا بھی کھسیانا ہو جائے گا۔اس لئے کہ اس کا فسوں ٹوٹ گیا۔ناچنے والے اس فسوں کے زیر اثر ہوتے ہیں۔اس خاص ماحول کے تابع ہوتے ہیں۔انکی حالت پر کڑھنے کے بجائے اس فسوں کو توڑ دو۔''

''فسوں کیسے ٹوٹتا ہے؟''اس نے اپنے مربی سے سوال کیا۔

یقین سے۔۔۔اور پختہ یقین کے ساتھ حکم کی تعمیل سے۔لاٹھی پھینک دو تو پھینک دو۔۔عصا سے اژدھا بنانا جس کا کام ہے وہ جانے۔جان ناتواں کو آگ میں جھونک دو تو جھونک دو۔۔اسے گلزار بنانا اسی کا کام ہے۔ننھی سی کونپل زمین کی تہہ کو بھلا کیسے پھاڑ سکتی ہے اگر اس میں مشیت نہ ہو تو اور اگر مشیت حاصل ہے تو پھر کیا غم ہے۔

''اور اس کرب کا کیا کروں؟''اس نے ایک بار پھر مربی کی جانب دیکھا۔اس کی آواز میں بھی اس کا کرب نمایاں تھا۔

انتہائی سنجیدہ مزاج وہ جہاندیدہ شخص اس کی بات سن کر مسکرا دیا اور بولا۔۔

''کرب کا۔۔۔اس کی پرورش کرو اپنے بچے کی طرح۔۔پھر یہ کرب نہیں رہے گا۔جوان ہوگا تو قرب بن جائے گا۔ابھی تم اس سے عاجز آئے ہوئے ہو۔کل یہ تمہیں اعجاز دلوائے گا''۔

آج کے لئے اتنا کافی ہے کیا؟اس شخص نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔۔تشفی ہوگئی''اس نے جواب دیا اور گھر کی راہ لی۔

کافی عرصہ بعد ایک بار پھر وہ اسی جانب عازم سفر ہوا۔ایسے بہت سے لوگ تھے جن کے زخموں پر مرہم رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔شاید اس لئے بھی کہ قبولیت کے لئے انتخاب بھی اسی کا ہوا تھا۔

اب تبدیلی کی ہوائیں چلنا شروع ہوگئی تھیں۔وہ جہاں جہاں سے گزرا اس کا حوصلہ بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا۔کئی سال پہلے کی قسورہ سے ہونے والی گفتگو کا ایک ایک لفظ اسے یاد آرہا تھا۔جب قوم کے اثاثے بیچے گئے تو لوگ خاموش رہے مگر جب ملت کے اثاثے بیچے گئے تو لوگ بغاوت پر اتر آئے تھے۔

جنھوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تو یوں کہ فرشتوں کا مومن کے دلآویز ہونے کا گلہ اور حوروں کو کم آویز ہونے کی شکایت نہ رہی اور جنھوں نے اپنے نفاق کا اظہار کیا تو وہ بھی اس درجہ کہ ان منافقوں سے بھی بدتر ہوئے کہ جو عین معرکے میں روانگی کے دوران ساتھ چھوڑ گئے تھے۔انھوں نے ساتھ چھوڑا کفار کے ساتھ ملکر حملہ آور نہیں ہوئے تھے مگر یہاں تو یہ عالم تھا کہ ساتھ چھوڑا تو چھوڑا اغیروں کے ساتھ مل کر اپنوں کا خون بہایا گیا۔ہاں جواز ایک ہی تھا۔چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی منافق نیا جواز تلاش نہیں کر سکے تھے۔

کل ''وہ'' کہہ رہے تھے کہ انھوں نے ہماری بات نہیں مانی اور آج ''ان'' کا کہنا بھی یہی تھا کہ انھوں نے ہماری بات نہیں مانی۔

نئی صف بندی ہو چکی تھی۔اب کسی کو اجازت نہیں تھی کہ وہ جسے چاہے پکڑ کر پنجروں میں بند کروانے کے لئے بھیج دے وہ جس جس بستی سے گزرا اس کی روح سرشار ہوتی چلی گئی۔اس کے ذہن میں گونج پیدا ہوئی۔۔۔

''پھر ہم نے تمہیں جائے پناہ دی،اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کئے تاکہ تم شکر گزار بنو''۔

پندرہ روز بعد وہ قسورہ کے پاس پہنچا۔ان چند سالوں میں خاصا نحیف ہو چکا تھا۔اس نے پرجوش معانقہ کیا اور اپنا بیگ ایک طرف رکھتے ہوئے آرام سے لیٹ گیا۔ٹیمیں کب کی بن چکیں۔کھیل اپنے عروج پر ہے۔نہ میں بیچ کا آدمی ہوں اور نہ ہی اس طرف کا۔میں فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ اب میں یہی رہوں گا۔

''قسورہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔تذبذب کے آثار نہ پا کر وہ بولا۔۔۔

''تو تجھے رسوخ حاصل ہو ہی گیا۔یہی تو کہتا تھا تجھے۔۔اور تو کیا سوچتا تھا کہ وہ نہ مجھے اپنا بناتا ہے اور نہ دوسروں کا ہونے دیتا ہے۔تیری تڑپ اسے بھا گئی تھی۔

وہ دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے۔بستی کے لوگ اسے وقفے وقفے سے ملنے آرہے تھے۔خوف تو کل بھی ان کے چہرے پر نہیں تھا مگر آج وہ ہر شخص کے چہرے پر دنیا کو بدل دینے کا عزم دیکھ رہا تھا۔اسے سب سے زیادہ خوشی اس بات پر ہوئی کہ یہاں افرادی قوت بڑھ چکی تھی اور ان میں بڑی تعداد مقامی نظر نہیں آتی تھی۔

دو دن گزرے تو قسورہ نے اسے واپس جانے کا کہا مگر وہ راضی نہیں تھا۔

بحث مت کرو۔بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔وہ نرمی سے اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔کچھ نفوس ایسے ہوتے ہیں جنھیں گھاٹی پر کھڑا کر کے تاکید کی جاتی ہے کہ خواہ سب کٹ مریں تمہیں اپنی جگہ نہیں چھوڑنی۔منصوبہ بندی ہمیشہ موقع محل دیکھ کر کی جاتی ہے۔معرکہ سے قبل وقت کے نبی ﷺ زاروقطار رو کر نصرت کی دعا مانگتے ہیں۔دعا کے لئے اٹھے ہاتھ اتنے بلند ہوتے ہیں کہ شانوں سے چادر ڈھلک جاتی ہے اور معرکہ کے لئے روانگی کے وقت کوئی میدان میں بننے والی صفوں کے بجائے مسجد کی صف میں۔۔۔

(جاری ہے)

صلیبی جنگ اور آئمۃ الکفر

سید خرم ممتاز

○ **سوات معاہدہ ناقابل فہم اور ایسے جنگجوؤں کے آگے ہتھیار ڈالنے کے مترادف ہے جن سے نا صرف پاکستان بلکہ امریکہ کو بھی خطرہ لاحق ہے: رچرڈ ہالبروک**

○ **برطانیہ کو مالاکنڈ معاہدے پر تشویش ہے: ملی بینڈ**

○ **سوات طرز پر افغانستان میں بھی جنگ بندی قبول ہے: رابرٹ گیٹس**

تحریک نفاذ شریعت محمدی مالاکنڈ اور صوبہ سرحد کی حکومت کے مابین ہونے والے معاہدے کے حوالے سے صلیبی لیڈروں نے متضاد قسم کے ردِّعمل کا اظہار کیا ہے۔ ایک طرف، پاکستان اور افغانستان کے لیے امریکی ایلچی ہالبروک کا کہنا تھا کہ پاکستانی حکومت کا انتہا پسندوں کے ساتھ معاہدہ ناقابل فہم ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے ہیلری کلنٹن (وزیر خارجہ) اور اوباما کو تشویش ہے کہ یہ معاہدہ جسے میڈیا جنگ بندی قرار دے رہا ہے سرنڈر یعنی ہتھیار ڈالنے میں نہ بدل جائے۔ ہالبروک کے مطابق یہ معاہدہ امریکہ آنے والے پاکستانی وفد جس میں فوجی نمائندے بھی شامل ہیں، کے ساتھ مذاکرات میں مرکزی نقطہ ہوگا۔

دوسری جانب امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے پولینڈ میں نیٹو وزراء خارجہ کے اجلاس کے بعد صحافیوں سے کہا کہ اس وقت ہمیں افغانستان میں شدید مشکلات اور سخت مزاحمت کا سامنا ہے اور افغانستان میں دیرپا امن کے لیے سیاسی مفاہمت ہوسکتی ہے۔ افغان حکومت اور طالبان کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ پاکستان کے سوات امن معاہدے کی طرز پر قابل قبول ہوسکتا ہے۔

اسی حوالے سے برطانوی وزیر خارجہ ڈیوڈ ملی بینڈ نے افغان خبر رساں ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ برطانیہ کو مالاکنڈ میں حکومت پاکستان اور طالبان کے درمیان امن معاہدے پر گہری تشویش ہے، تاہم معاہدے کا انحصار اس کے نتائج اور اصولوں پر ہے۔ اس نے مزید کہا کہ مسلح جدوجہد ترک کرنے اور آئین وقانون کے مطابق زندگی گزارنے کے خواہاں شدت پسندوں کو سیاسی عمل میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

مالاکنڈ میں ہونے والا معاہدہ دراصل پاکستانی ریاستی اداروں کا واضح اعتراف شکست ہے۔ ایک تحریک جسے ریاست کی طرف سے کالعدم قرار دیا جا چکا ہے، اس کے سربراہ کے ساتھ مذاکرات اور معاہدہ پسپائی نہیں تو اور کیا ہے؟ جو لوگ ایک سال پہلے پارلیمنٹ میں حدود اللہ کی پامالی (معاذ اللہ) اور قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی کے سرخیل تھے آج وہی لوگ اُسی ملک کے ایک (قبائلی نہیں بلکہ) بندوبستی حصے میں شریعت محمدی ﷺ کو بطور آئین اور قانون تسلیم کرنے اور اس کے نفاذ پر مجبور ہوگئے ہیں۔ یہ کوئی معمولی تبدیلی نہیں بلکہ ایک انقلاب کا پیش خیمہ ہے، جو سوات کے مجاہدین کی قربانیوں اور استقامت سے بھرپور جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اس معاہدے پر ایک جانب صلیبیوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔ وہیں وہ اس نوعیت کے معاہدوں کو افغانستان سے فرار کے راستے کے طور پر استعمال کرنے پر بھی غور کررہے ہیں۔ ہالبروک نے درست اندازہ لگایا ہے کہ یہ معاہدہ جنگ بندی نہیں بلکہ پاکستانی حکومت کی طرف سے سرنڈر ہی ہے۔ اور ان شاء اللہ جہاد کی برکت سے جاہلیت صرف مالاکنڈ نہیں بلکہ پورے پاکستان اور پوری دنیا سے پسپا ہوگی اور روئے زمین پر صرف خدائے واحد کا حکم چلے گا۔

○ **افغانستان سپر پاورز کے لیے دلدل بنا رہا، اب بھی اوبامہ کے لیے ویتنام بن سکتا ہے: سابق امریکی صدر کلنٹن**

سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے اوبامہ کو خبردار کیا ہے کہ اگر برطانوی اور روسی پالیسیاں اپنائی گئیں تو افغانستان ویتنام ثابت ہوسکتا ہے۔ سی این این کو انٹرویو میں کلنٹن نے کہا کہ اگر اوبامہ نے بھی وہی کیا جو برطانیہ نے 19ویں صدی میں کرنے کی کوشش کی تھی اور بظاہر ملک کا کنٹرول حاصل کرلیا تھا۔ 1980ء میں روس نے بھی ایک کٹھ پتلی حکومت بنائی اور پھر اپنی تمام فوج کو لڑنے کے لیے وہاں بھیج دیا۔ ایسا کرنے کی صورت میں افغانستان اوبامہ کے لیے ویتنام ثابت ہوگا کیونکہ یہ ماضی میں بھی نام نہاد سپر پاورز کے لیے دلدل ثابت ہوا اور اس کی سرحدوں کا کنٹرول ہمیشہ ناممکن رہا ہے۔

عقل مندوں کا کہنا ہیں کہ جو مُکّا لڑائی کے بعد یاد آئے اسے اپنے منہ پر مار لینا چاہیے۔ کچھ ایسا معاملہ کلنٹن کے ان 'سمجھداری' سے بھرپور مشوروں کا بھی ہے جو وہ اوبامہ کو دے رہا ہے۔ اس 'سیانے' سے کوئی یہ پوچھے کہ تیری عقل اس وقت کہاں گھاس چرنے گئی تھی جب تو نے افغانستان اور

سوڈان پر کروز میزائل بر سا کر اور امریکہ کے ناجائز بچے اسر ائیل کی مجرمانہ پشت پناہی کر کے امت مسلمہ کے خلاف جنگ کی بنیاد رکھی تھی۔ اوبامہ دراصل اب تیری اور تیرے پیش روؤں کی بوئی ہو ئی فصل کاٹ رہا ہے ۔

○یورپی ممالک افغانستان میں مزید فوج بھیجیں: میونخ سیکیورٹی کانفرنس میں نیٹو کے سیکرٹری جنرل کی منت سماجت، سپین، جرمنی، فرانس اور برطانیہ کا صاف انکار

میونخ سیکیورٹی کانفرنس میں نیٹو کے سیکرٹری جنرل جاپ ڈی ہوپ شیفر نے امریکی اصرار پر ایک بار بھر پور یورپی ممالک سے اضافی فوج افغانستان بھیجنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مبصرین کے مطابق جاپ شیفر کا لہجہ انتہائی التجا آمیز تھا۔ اس نے یورپیوں سے کہا کہ امریکہ نے یورپ کا ہر مطالبہ تسلیم کیا ہے حتیٰ کہ گوانتا موجیل بند کی اور مالیاتی تبدیلی کے مسئلے پر خصوصی توجہ دی گئی اب یورپ کو بھی اپنے ساتھی کی آواز پر توجہ دینی چاہیے۔

میو نخ سیکورٹی کانفرنس میں، اور اس سے پہلے بھی امریکہ براہ راست اور بالواسطہ دنیا بھر اور بالخصوص نیٹو اور یورپی ممالک سے تعاون کی بھیک مانگتا پھر رہا ہے۔ لیکن اپنی شامت اعمال کے ڈر سے کوئی بھی اس کا ساتھ دینے پر آمادہ نہیں۔ جرمنی اور فرانس نے تو صاف انکار کردیا ہے کہ وہ افغانستان مزید فوجی بھیجنے کی پوزیشن میں نہیں۔ جبکہ برطانیہ نے کہا ہے کہ دیگر یورپی ممالک کے فیصلے تک وہ بھی مزید فوج نہیں بھیجے گا۔ ادھر سپین نے بھی واضح کر دیا ہے کہ امریکہ اگر با ضابطہ طور پر بھی مزید فوجی کمک افغانستان بھیجنے کی درخواست کرے گا تو اس کی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

○افغانستان بیرونی حملہ آوروں کا قبرستان ثابت ہوا ہے: جنرل پیٹریاس

امریکی سنٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے کہا ہے کہ وہ اس تاریخی حقیقت کو فراموش نہیں کرسکتا کہ افغانستان ہمیشہ بیرونی حملہ آوروں کا قبرستان ثابت ہوا ہے۔ میونخ کانفرنس میں اپنی تقریر میں پیٹر یاس نے کہا کہ گزشتہ دو سالوں میں افغانستان میں جنگ نے خطرناک رُخ اختیار کر لیا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ افغانستان عراق سے زیادہ خطرناک ہے اور ایک کرزئی حکومت کے استحکام کے لیے نیٹو اور امریکی فوج کی فوری ضرورت ہے۔ تا کہ طالبان کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کو روکا جاسکے۔

امریکی حکومت نے پیٹریاس کو بڑے طمطراق کے ساتھ عراق سے نکال کر سنٹرل کمانڈکا سربراہ بنایا تھا اور عراق میں اس کی خود ساختہ کامیابی کی جھوٹی داستانیں دنیا کو سنا کر یہ تاثر کی کو شش کی تھی کہ پیٹریاس کے پا س کوئی جادو کی چھڑی ہے جس کے ذریعے وہ پلک جھپکتے میں افغانستان کو صلیبیوں کی جنت بنا دے گا ، لیکن چند مہینوں میں ہی پیٹریا س کے ہوش ٹھکانے آگئے ہیں۔ اور اس کو تما م تاریخی حقائق بھی یاد آنے لگ گئے ہیں۔ ان شا ء اللہ اب یہ کافر اپنے ہا تھوں سے افغانستان میں ا مریکہ کی قبر کی لیپا پوتی بھی کر رہاہے۔



بقیہ: ہم افغانستان کیونکر ہارے؟

آخر کار مجھے طالبان کے انہی اعلیٰ اہلکار نے بچایا جنہوں نے میرے اس دورے کا بندوبست کیا تھا۔

چند گھنٹے بعد ڈاکٹر خلیل آ گئے۔ انہوں نے میرے پاسپورٹ اور ڈائری کے اوراق الٹ پلٹ کر دیکھے۔ پھر تصویریں مانگیں جو میں نے اتاری تھیں۔ انہوں نے بتایا: ''ذبیح اللہ مجاہد (ترجمان طالبان) کہتے ہیں کہ میں تمہاری ٹھکائی کروں، مگر میں یہ نہیں کروں گا۔ اب ان کا لہجہ حیرت انگیز طور پر دوستانہ تھا۔ وہ ازراہ تلطف بولے: میں تمہارے لیے کیا کرسکتا ہوں؟ میرے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ وہ پاکستان میں ایک مدرسے میں پڑھتے رہے تھے۔ پھر انہوں نے افغانستان میں میڈیکل سکول میں داخلہ لے لیا۔ پھر وہ طالبان میں شامل ہو گئے اور ایک شمالی ضلع میں کمانڈر رہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اسلامی شرعی حکومت بحال کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں۔

ہم کرولا میں بیٹھ گئے اور ابراہیم سے ملنے چل دیے۔ ضرورتاً استعمال کے لیے ڈگی میں ایک RPG رکھی لی تھی۔ ڈاکٹر خلیل گاڑی چلا رہے تھے اور شفیق نے PKM تھام رکھی تھی۔ ڈاکٹر کے گاؤں سے گزرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ یہ طالبان اور حکومت کے درمیان سرحد ہے۔ قصبے کے دوسری طرف ڈاکٹر نے ایک پک اپ ٹرک کو روکا اور ڈرائیور سے کہا کہ ہمیں بازار پہنچا دے۔ ہم گرمجوشی سے ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔ ہم بازار پہنچے تو ابراہیم وہاں ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے میرے ساتھ نہ رہنے کی معذرت کی۔

(جاری ہے)

اِک نظر اِدھر بھی!

احمد مصطفٰی

○ مجاہدین جب چاہیں گے کابل پر قبضہ کرلیں گے، اگر بھارت نے پاکستان پر حملے کی کوشش کی تو اسے بھاری قیمت چکانا پڑے گی: شیخ مصطفٰی ابو یزید حفظہ اللہ تعالیٰ

بلادِ خراسان میں القاعدہ کے مسئول عام شیخ مصطفٰی ابو یزید (شیخ سعید) حفظہ اللہ نے کہا ہے کہ مجاہدین جب چاہیں گے کابل پر قبضہ کرلیں گے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ امریکہ افغانستان اپنی مرضی سے آیا تھا تاہم واپس مجاہدین کی مرضی سے جائے گا۔ مجاہدین نے امریکہ کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے ہیں۔ اب کابل میں امریکی ایجنٹ صبح وشام معافی کے لیے مجاہدین سے رابطے کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکی میزائل حملوں میں بے گناہ افراد شہید ہورہے ہیں۔ میزائل حملے میں مجھے اور کئی رہنماؤں کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا گیا تھا لیکن میں اور میرے ساتھی الحمدللہ سب خیریت سے ہیں۔ مجاہدین طویل جنگ کے لیے تیار ہیں اور امریکہ کے خلاف آخری دم تک جہاد جاری رکھیں گے۔

بھارتی حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے شیخ سعید کہ حفظہ اللہ نے کہا کہ

''جان رکھو! مجاہدین تمہیں پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں اور ان کی سرزمین پر چڑھائی ہرگز نہ کرنے دیں گے۔ اور اگر تم نے یہ غلطی کرہی لی تو، اللہ کے حکم سے، تمہیں اس کی بہت بھاری قیمت چکانا پڑے گی اور بالآخر ندامت ہی تمہارا مقدر بنے گی۔ ایسی صورت میں ہم تمام امتِ مسلمہ کے مجاہدین اور فدائیوں کو تمہارے مقابل لاکھڑا کریں گے اور ہر جگہ تمہارے اقتصادی مراکز کو نشانہ بنائیں گے یہاں تک کہ تمہارا سارا نظام زمین بوس ہوجائے اور تم مفلس ہوکر رہ جاؤ، جیسا کہ آج امریکہ ہوچکا ہے۔ ان شاءاللہ ہمارے ہاتھوں تمہیں کرب واذیت کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

الحمدللہ امتِ مسلمہ کی کوکھ ابھی **شہدائے بمبئی** جیسے شہسواروں سے خالی نہیں ہوئی جنہوں نے تمہیں تمہارے اپنے گھر میں گھس کر ذلیل کیا، بلکہ یہ امت اِن جیسے ہزاروں مزید سرفروشوں کا نذرانہ پیش کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے۔ یہ بھی خوب سمجھ لو کہ اگر تمہیں اپنی عددی قوت کا غرور ہے تو ہم تو کبھی بھی اپنی تعداد پر بھروسہ کرکے نہیں لڑے۔ اور اگر تمہیں اپنی عسکری قوت پر ناز ہے تو بھی جان رکھو کہ تمہاری قوت سوویت اتحاد سے بڑھ کر نہیں جو افغانستان کے پہاڑوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہوا؛ نہ ہی تمہاری قوت امریکہ سے زیادہ ہے جس کی ناک کو ہم نے، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے، افغانستان، عراق اور صومالیہ میں خاک آلود کر دکھایا ہے۔ ہم تو محض اپنے رب تعالیٰ، واحد و یکتا کی قوت پر بھروسہ رکھتے ہیں جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ ہی وہ کسی سے جنا گیا۔ وہ رب جس نے اپنی کتابِ محکم میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

''کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ایسی ہیں جو اللہ کے اذن سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آگئیں اور بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔ (البقرۃ: ۲۴۹)''

شیخ ابوالیزید نے پاکستان کی جہادی تنظیموں سے کہا کہ وہ طاغوتی نظام سے برأت اختیار کرتے ہوئے کشمیر کے علاوہ افغانستان اور پاکستان میں بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی نصرت کریں۔

میڈیا نا صرف طاغوت کے مفاد کے لیے کام کرتا ہے بلکہ صحافتی بددیانتی اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ بھی کیا جاتا ہے کہ اپنی طرف سے جھوٹے بیانات کو مجاہد رہنماؤں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ بی بی سی نے ایسا ہی کام کرتے ہوئے کہا تھا کہ بے نظیر کی ہلاکت کے فوراً بعد شیخ سعید حفظہ اللہ نے ایک بیان میں کہا تھا کہ ہم نے امریکی ایجنٹ کا نشان مٹا دیا ہے۔ جو مجاہدین کو شکست دینے کی بات کرتی تھی۔ مزید یہ کہ بے نظیر کے قتل کا منصوبہ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے بنایا تھا۔ مغرب پرست پاکستانی میڈیا نے بھی مکھی پر مکھی مارتے ہوئے بی بی سی کا یہ جھوٹ شیخ سعید حفظہ اللہ کے حالیہ بیان کے ساتھ نتھی کردیا ہے۔ جنگ اور نوائے وقت کے مطابق حالیہ وڈیو بیان میں شیخ سعید نے بے نظیر کے قتل کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ جب کہ تقریباً آدھ گھنٹے پر مشتمل بیان میں شیخ سعید حفظہ اللہ نے اس واقعہ سے متعلق بات کرنا تو درکنار کوئی اشارہ بھی نہیں کیا۔

○ طالبان نے جنوبی افغانستان میں ترقیاتی منصوبوں پر کام شروع کردیا

امارت اسلامیہ افغانستان کے تحت طالبان نے افغنستان میں صلیبی جارح افواج کے خلاف مسلح جہاد جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے زیر قبضہ علاقوں میں تعمیر نو اور ترقیاتی منصوبوں پر بھی کام کا آغاز کردیا ہے۔ افغان خبر رساں ایجنسی کے مطابق طالبان نے صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی میں ایک سڑک کی تعمیر شروع کردی ہے۔ طالبان کے مقامی ترجمان نے ایجنسی کو بتایا کہ انھوں نے نلغان نامی علاقے سے لے کر تیمور کے علاقے تک سڑک کی تعمیر کے لیے انھوں نے ایک ہیوی بلڈوزر کے علاوہ 52 ٹریکٹر خرید لیے ہیں۔ ترجمان نے یہ بھی بتایا ہے کہ طالبان کی قیادت نے تمام مجاہدین کو اپنے علاقوں میں مدارس کی تعمیر کی بھی ہدایت کی ہے۔ انھوں نے مزید بتایا کہ تعمیر نو کے کام امریکی واتحادی امداد نہیں لی جائے گی۔

مادی ترقی اور فلاح اگرچہ غلبہ دین کے لیے جہاد کرنے والوں کا مقصد کبھی بھی نہیں ہوتا بلکہ اپنی اور تمام انسانوں کی اخروی کامیابی ہی مقصد زندگی ہے لیکن جہاد کی برکات اور شریعت کے نفاذ کے فیوض انسانی معاشروں کی مادی فلاح وبہبود پر بھی

نمایاں ہوتے ہیں۔

○ **نئے امریکی فوجیوں کے استقبال کی تیاریاں مکمل کرلی ہیں۔فوجیوں کی تعداد میں اضافہ امریکی ونیٹو حکام کے حواس باختہ ہونے کا ثبوت ہے:امارت اسلامیہ افغانستان**

امریکہ کی جانب سے افغانستان میں مزید فوج تعینات کرنے کے اعلان پر تبصرہ کرتے ہوئے امارت اسلامیہ افغانستان کے ایک سابق وزیر اور طالبان کی فوجی شوریٰ کے رکن نے کہا ہے کہ انھوں نے نئے آنے والے امریکی فوجیوں کے استقبال کی تیاریاں مکمل کرلی ہیں۔اُن کا کہنا ہے کہ طالبان کی فوجی وافرادی قوت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔اور اب ہم جنگ کا دائرہ دیہات سے بڑھا کر شہری حدود میں لے جائیں گے۔ ان کے مطابق غزہ میں حالیہ اسرائیلی حملے کے بعد اسلامی دنیا میں طالبان کی مقبولیت اور حمایت میں اضافہ ہوا ہے اور دنیا بھر سے طالبان تحریک کو امداد کا سلسلہ جاری ہے اور اسی سے مجاہدین اپنے لیے اسلحہ و بارود خریدتے ہیں۔طالبان کی شوریٰ کے رکن نے مزید بتایا کہ فوجیوں کی تعداد میں اضافے سے پتا چلتا ہے کہ امریکی ونیٹو حکام اپنے حواس کھو چکے ہیں۔جبکہ طالبان نے پہلے ہی افغانستان لائی جانے والی رسد اور فوجی ساز وسامان پر حملے کرنے کے لیے ایک ہزار مجاہدین تعینات کردیے ہیں۔اسی طرح روس اور وسط ایشیا سے کابل لائی جانے والی رسد کو نشانہ بنانے کی حکمت عملی بھی تیار کی جاچکی ہے۔

○ **افغان فوج کے لیے آنے والی 80 ہزار رائفلوں سمیت اسلحہ کے آٹھ کنٹینرلوٹ لیے گئے**

افغان فوج کے لیے امریکہ اور دیگر ممالک سے آنے والے اسلحہ کے 8 کنٹینرجن میں بھاری اسلحہ کے علاوہ 80 ہزار جدید گنیں بھی شامل تھیں، پاکستان سے افغانستان میں داخل ہونے کے فوراًبعد مجاہدین نے اسپین بولدک میں غنیمت کرلیے۔

دوسری جانب واشنگٹن پوسٹ کی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ افغان فوج کو دیے گئے 2 لاکھ 42 ہزار ہلکے ہتھیاروں میں سے ایک تہائی سے زائد ہتھیاروں کا امریکی فوج کے پاس کوئی اندراج نہیں۔اور اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں کہ نیٹو ممالک کی جانب سے فراہم کیے گئے ایک لاکھ 35 ہزار ہتھیار کہاں گئے؟ واشنگٹن پوسٹ نے یہ اعداد وشمار امریکہ کے ادارہ احتساب کی ایک رپورٹ میں سے حاصل کئے ہیں۔چوری ہونے والے ہتھیاروں میں کلاشنکوفیں،مشین گنیں، راکٹ گرنیڈ، مارٹر سمیت ہزاروں ہتھیار اور اندھیرے میں دیکھنے والے چشمے شامل ہیں۔امریکی کانگرس نے رپورٹ کے سرکاری اجرا سے قبل ہی اس بارے میں پنٹاگون سے وضاحت طلب کرلی ہے۔امریکی ایوان نمائندگان کے رکن جان ایف نائرنی کا کہنا ہے کہ اسلحے کی موثر نگرانی میں ناکامی کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین امریکی فوجیوں کا امریکی ٹیکسوں کی رقم سے خریدے گئے اسلحے سے قتل کرتے رہیں گے۔یاد رہے کہ اس سے قبل عراق میں بھی امریکی فوج کی درآمد کردہ 190,000 کلاشنکوفیں اور پستول چوری ہوگئے تھے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مجاہدین کے لیے نصرت الٰہی کا عجب مظاہرہ ہے کہ اب طاغوت کے سر پر اس کی اپنی جوتیاں برس رہی ہیں۔ یہی انجام اس سے قبل افغانستان میں مردود سوویت یونین نے بھگتا تھا۔ جب اس کے اپنے اسلحے کے انبار مجاہدین کے ہاتھوں بطور غنیمت لگے اور آج تک روسی اسلحہ خطہ خراسان میں مجاہدین کے استعمال میں ہے۔ لیکن امریکہ نے روس کے انجام سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اب ان شاء اللہ امریکہ سے چھینے ہوئے اسلحے کو مجاہدین امریکہ کی شکست کے بعد دیگر طواغیت کے خلاف بھی استعمال کریں گے۔

○ **سرحد حکومت کا صوبے میں ۳۰ ہزار بندوقیں تقسیم کرنے کا فیصلہ**

سرحد حکومت نے ویلیج ڈیفنس پروگرام کے تحت صوبے کے دیہاتوں میں پر امن منظم گروہوں اور عام مکینوں میں عسکریت پسندوں (یعنی مجاہدین) کے مقابلے کے لیے ۳۰ ہزار رائفلیں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پروگرام کے تحت اسلحہ ایس ایچ او کی سفارش پر تقسیم کیا جائے گا۔حکومت کا کہنا ہے کہ رائفلیں تقسیم کرتے ہوئے اس بات کی ضمانت لی جائے گی کہ 'عسکریت پسندوں' کے خلاف اسلحہ استعمال نہ ہونے پر واپس لے لیا جائے گا۔

بے بسی اور نا اہلی کی انتہا ہے کہ صوبے کے حکمران ہونے کے دعویدار عوام کے ہاتھ میں بندوقیں تھما کر کہہ رہے ہیں کہ اپنی حفاظت خود کریں۔ اگر عوام نے اپنی حفاظت خود ہی کرنی ہے تو نام نہاد حکومت یا ریاست کا وجود ایک سوالیہ نشان ہے۔ جبکہ ایک اور اہم سوال یہ ہے کہ یہ اسلحہ کس کا مقابلہ کرنے کے لیے دیا جا رہا ہے ؟ اگر یہ اسلحہ طالبان کا مقابلہ کرنے کے لیے دیا جا رہا ہے تو عوام کو طالبان سے کوئی خطرہ نہیں اور نہ ہی وہ ان سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اور اگر چاہیں بھی تو نہیں کرسکتے کیونکہ جن مجاہدین کے مقابلے میں منظم اور مسلح فوج، ایف سی اور پولیس نا کام ہو جائے ، ان کا سامنا غیر منظم ، نیم دل، نیم مسلح دیہاتی کیا کریں گے؟ اور اگر یہی اسلحہ جرائم پیشہ عناصر کے ہاتھ لگ گیا تو پھر اے این پی کی حکومت کے تاج میں سُرخاب کے ایک اور پَر کا اضافہ ہو جائے گا۔

○ **برطانوی مسلمان افغانستان میں مجاہدین کو جدید ٹکنالوجی فراہم کررہے ہیں: برطانوی اخبار ٹیلی گراف**

برطانوی اخبار ٹیلی گراف نے دعویٰ کیا ہے کہ برطانوی مسلمان افغانستان میں اتحادی فوجوں پر حملوں کے لیے بموں کی تیاری میں مجاہدین کی مدد کررہے ہیں، مجاہدین اتحادی فوج پر حملوں کے لیے سڑک کنارے بم حملوں میں ایسی ٹکنالوجی استعمال کررہے ہیں جو برطانوی ریموٹ کنٹرول کھلونوں اور دوسری گھریلو اشیاء میں استعمال کی گئی ہے۔ ٹیلی

گراف کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ ماہ افغانستان کے دورے کے دوران برطانوی وزیر خارجہ ملی بینڈ کو دی گئی ایک بریفنگ میں بتایا گیا کہ برطانوی مسلمان طالبان کو ایسے الیکٹرونک آلات بھجوا رہے ہیں جن کو افغانستان میں برطانوی فوجی دستوں اور گاڑیوں پر بم حملوں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ بریفنگ میں ملی بینڈ کو افغانستان سے ملنے والے ایسے آلات کے پرزے بھی دکھائے گئے۔ بریفنگ میں بتایا گیا کہ ان گھریلو ساختہ بموں کے نتیجے میں افغانستان میں ۱۵۷ برطانوی فوجی مُردار ہو چکے ہیں۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

افغانستان میں آٹھ سالوں تک بے سرو سامانی کے عالم میں دنیا کی سب سے بڑی عسکری طاقت کو ناکوں چنے چبوانے والے خاک نشینوں نے ثابت کردیا ہے کہ مو من جب فقط اللہ تعالیٰ کی مدد اور جذبہ ایمانی کے سارے دشمن کے مد مقابل میدان میں اترتا ہے تو کبھی درخت کی شاخ لوہے کی تلوار میں بد ل جا تی ہے اور کبھی کھلونے اور گھر یلو استعمال کی اشیا ء مہلک بم بن جاتی ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جو 'اپنے' اور اہل ایما ن کے دشمنوں کو دنیا و آخرت میں ہلاک کرتا ہے۔ کبھی مچھر کے ذریعے، کبھی تلواروں سے اور کبھی 'ککر بموں' کے ذریعے۔

○ ''دہشت گردی'' کے خلاف تشہیری مہم کے لیے برطانیہ پاکستان کو ۴لاکھ پاؤنڈ دے گا

برطانوی دفتر خارجہ نے پاکستان میں حکومت کے تعاون سے شروع کی جانے والی ایک تشہیری مہم کے لیے فنڈز فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے جس کا مقصد پاکستانی شہریوں کو غربت کے باعث 'دہشت گردی' کی طرف راغب ہونے سے روکنا ہے۔ برطانوی اخبار گارجین کی رپورٹ کے مطابق تین ماہ پر محیط ''IamtheWest'' نامی اس اشتہاری مہم کے تحت ٹی وی اشتہاروں کے ساتھ ساتھ پشاور اور میر پور میں پروگرام منعقد کرائے جائیں گے۔ برطانوی دفتر خارجہ اس مہم کے لیے ۴لاکھ پاؤنڈ فراہم کرے گا۔ پی ٹی وی اور دیگر نجی چینلز اور ریڈیو سے نشر کیے جانے والے ۳۰ سیکنڈ دورانیے کے اشتہاروں کا مرکزی خیال یہ ہوگا کہ ایک اچھا مسلمان ہونے کے لیے دہشت گردی کی سرگرمیوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور مغرب اسلام کے خلاف نہیں اور نہ ہی برطانوی معاشرہ اسلام مخالف معاشرہ ہے۔

یہ بھی خوب رہی کہ اب کفار مسلمانوں کو سمجھا ئیں گے کہ اچھا مسلمان کون ہوتا ہے ؟ ایسا ہی ایک ڈھونگ پاکستانی ذرائع ابلاغ میں چند ما ہ پہلے ''یہ ہم نہیں'' کے عنوان سے رچایا گیاتھا۔ جس میں فاسق اداکارو اداکارائوں کے ذریعے عوام تک اسلام کا خود ساختہ ''امن پسند تصور'' پہنچانے کی ناکام سعی کی گئی جبکہ بعد ازاں روزنامہ امت کی ایک رپورٹ میں یہ انکشاف ہوا کہ اس مہم کے پس پشت کار فرما این جی او اسے دراصل کفار سے فنڈز حاصل کرنے کے ایک ہتھکنڈے کے طور پر استعما ل کر رہی تھی۔

چند ٹکوں کے عوض اپنا ضمیر اور ایمان بیچنے والے کفار کے یہ ایجنٹ یقینا اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ جس جذبہ جہاد کو کفر کا عالمی جبر و استبداد نہیں دبا پایا اُسے ٹی وی کے اشتہار بھی نہیں روک پائیں گے۔

○ پرویز اور اس کی فوج نے لال مسجد کے کئی طلبا کو زندہ دفن کر دیا تھا: جاوید ابراہیم پراچہ کا انکشاف

سابق ایم این اے جاوید ابراہیم پراچہ نے 'دی پوسٹ' کو انٹرویو دیتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ پرویزی فوج نے لال مسجد آپریشن کے بہت سے شہدا کو اسلام آباد کی جھاڑیوں میں دفن کیا گیا تھا اور فرعون کے جانشینوں نے اس دوران زخمی ہونے والے ۱۲ طلبا کو زندہ دفن کر دیا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے یہ طلباء ان قبر نما گڑھوں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ جاوید پراچہ کے بقول ان طلبا کو خفیہ طور پر راولپنڈی کے ایک نجی ہسپتال میں طبی امداد دی گئی اور ان میں سے دس طالب علم اب بھی مختلف مدارس میں اپنی دینی تعلیم مکمل کر رہے ہیں۔ جبکہ دیگر دو طلبا کے بارے میں بتانے سے انہوں نے گریز کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ جب تک شہید طلبا و طالبات کے ورثا اس آپریشن کے ذمہ داروں سے بدلہ نہیں لے لیتے فدائی حملوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

○ مزید 6 لاکھ امریکی نوکریوں سے فارغ، بے روزگاری کے طوفان کے باعث امریکہ اور دیگر صلیبی ممالک کے اقتصادی زوال کی رفتار تیز تر ہوگئی

امریکہ اور دیگر صلیبی ممالک میں عالمی معاشی بحران کے رونما ہونے کے بعد بے روزگاری کے طوفان نے ان ممالک کی اقتصادی زوال کی رفتار کو مزید تیز کر دیا ہے۔ امریکا میں بے روزگاری کی شرح بڑھ کر 6.7 فیصد ہو گئی ہے۔ جو 1992ء کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ واشنگٹن میں محکمہ محنت کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق گزشتہ ماہ 598,000 ہزار امریکی شہریوں کو اپنی ملازمتوں سے برطرف کیا گیا۔ اور دسمبر 2008ء سے اب تک 36 لاکھ سے زائد امریکی شہری بے روزگار ہو چکے ہیں۔ اس طرح امریکا میں بے روزگار افراد کی تعداد تاریخ کی بلند ترین سطح یعنی 50 لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ گزشتہ ماہ اوباما کی طرف سے 787 ارب ڈالر کے معاشی پیکج اور قرضداروں کے گھر بچانے کے لیے 75 ارب ڈالر کے امدادی پیکج کے باوجود مزید بینکوں کے دیوالیہ ہونے کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔

○ صلیبی اتحاد کو ایک اور دھچکا، کرغیزستان نے امریکی فضائی اڈہ بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ ائربیس افغانستان میں آپریشنز اور رسد کی فراہمی کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

کرغیزستان نے دارالحکومت بشکیک کے قریب واقع امریکی فضائی اڈہ بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ امریکہ کی جانب سے فیصلہ واپس لئے جانے کے بارے میں دباؤ کے باوجود کرغیزستان کی پارلیمنٹ نے رائے شماری کے بعد اس ائربیس کی بندش کی قرارداد منظور کر لی۔ یہ ائربیس افغانستان میں رسد کی سپلائی کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کی بندش کے بعد افغانستان میں موجود امریکی واتحادی افواج کی سپلائی لائن جو کہ پہلے ہی افغانستان اور پاکستان میں مجاہدین کے تابڑ توڑ حملوں کے بعد اکثر منقطع ہو جاتی ہے، کے متبادل روٹس کا معاملہ بھی کھٹائی میں پڑتا نظر آرہا ہے۔

○ وزیرستان: مجاہدین کے تمام گروپوں کا ''شوریٰ اتحاد المجاہدین'' کے نام سے متحد ہونے کا اعلان

شمالی اور جنوبی وزیرستان سے تعلّق رکھنے والے مجاہدین کے تین سرکردہ راہنماؤں مجاہدین ملا نذیر، حافظ گل بہادر اور بیت اللہ محسود نے جمعہ کو ایک اجلاس کے بعد ''شوریٰ اتحاد المجاہدین'' کے نام سے متحد ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ اتحاد کے امیر کا تعیّن اور دیگر اقدامات کا فیصلہ ایک تیرہ رکنی شوریٰ کرے گی۔ تینوں راہنماؤں کے اجلاس کے بعد جاری اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ وہ ملا محمد عمر حفظہ اللہ کو امیر المومنین مانتے ہیں اور ان کی قیادت میں جہاد جاری رکھا جائے گا۔ نیز یہ کہ باہمی اختلافات وقبائلی تنازعات کو جہاد کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننے دیا جائے گا۔

جہاد سے وابستگی رکھنے والوں کے لیے گزشتہ ماہ میں یہ ایک بڑی خوشخبری ہے۔ نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مصداق آج جہاں عالم کفر متفق ومتحد ہو کر اہل ایمان پر ٹوٹ پڑا ہے، وہاں اِس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مجاہدین بھی اپنی صفوں کے اندر اتحاد و یکجہتی پیدا کریں اور بنیان مرصوص کی صورت اپنے مشترکہ دشمن کا مقابلہ کریں۔

○ صلیبی میزائل حملے کرم ایجنسی تک پھیل گئے۔ کرم اور جنوبی وزیرستان میں میزائل حملوں میں ۶۰ سے زائد شہید

گزشتہ مہینے بھی امریکی میزائل حملوں کا سلسلہ نہ صرف جاری رہا بلکہ ان حملوں کے اہداف میں اب کرم ایجنسی بھی شامل ہوگئی ہے۔ حملوں میں 60 سے زائد افراد شہید ہو گئے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق کرم ایجنسی میں ہونے والا حملہ مجاہدین کے ایک مرکز پر کیا گیا جس میں 35 کے قریب مجاہدین یا دیگر افراد شہید ہو گئے۔ دوسری جانب جنوبی وزیرستان میں لدھا سب ڈویژن کے گاؤں ساونگئی نصری خیل میں ایک مدرسے پر کیے جانے والے حملے میں 30 کے قریب مجاہدین شہید ہوگئے۔

○ خیبر ایجنسی: صلیبیوں کی رسد بدستور حملوں کی زد میں۔ رسد کے راستے میں دو پل تباہ ہونے سے سپلائی معطل۔ کنٹینرز تباہ

افغانستان میں موجود صلیبی افواج کو پاکستان کے راستے رسد کی ترسیل بدستور مجاہدین کے حملوں کی زد میں ہے۔ فروری کے آغاز ہی میں یہ ترسیل اُس وقت معطل ہوگئی، جب پشاور طورخم شاہراہ پر بنے ایک پل کو دھماکے سے اڑا دیا گیا۔ پاکستانی فوج کے انجینئروں نے اپنے آقاؤں کی سپلائی بحال کرنے کے لیے 72 گھنٹوں میں نیا پل تعمیر کر لیا۔ لیکن ان کی یہ پھرتی اس وقت بے کار ہوگئی جب تحصیل جمرود کے قریب ایک اور پل فدائی حملے کے نتیجے میں ہو گیا اور صلیبی سپلائی تین دن کے اندر دوسری دفعہ تعطل کا شکار ہو گئی۔ اس واقعے میں نیٹو سپلائی کا ایک کنٹینرز بھی تباہ ہوا۔

○ نفاذ شریعت بیش بہا قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اسلام کے لیے آئندہ بھی قربانیاں دیتے رہے گے۔ مولانا صوفی محمد نفاذ اسلام میں مخلص ہیں اس لیے ساتھ دیا: مولانا فضل اللہ

تحریک طالبان سوات کے امیر مولانا فضل اللہ نے مالاکنڈ امن معاہدہ کے بعد ایف ایم ریڈیو پر خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ سوات کے مجاہدین اور مسلمانوں نے شریعت کے نفاذ کے لیے بیش بہا قربانیاں دی ہیں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی کی ہے کہ ہم نے کسی کے سامنے اپنا سر نہیں جھکایا تاہم ہمیں مزید قربانیوں کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ طالبان نے دین اور شریعت کی خاطر قربانیاں دی ہیں اور وہ اپنے نقصانات کا معاوضہ نہیں لیں گے۔ مولانا صوفی محمد ایک عظیم قائد اور باعمل عالم دین ہیں جو اسلام کا قانون نافذ کرنے میں مخلص ہیں اس لیے ہم نے ان کا ساتھ دیا ہے۔ انہوں نے علمائے کرام سے کہا کہ وہ شریعت کے نفاذ کے بعد تنظیم پرستی چھوڑ کر اپنا مخلصانہ کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ شرعی نظام عدالت ہمارا حق ہے، عدالتی نظام شریعت کے تابع ہو جائے تو دیگر شعبے خود بخود زیر شریعت ہو جائیں گے۔ طالبات کی تعلیم کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ فی الحال طالبات شرعی پردے میں امتحان میں شامل ہو سکتی ہیں جبکہ طالبات کے اسکولوں اور ان کی تعلیم کے حوالے سے علمائے کرام کے ساتھ مشاورت کے بعد طریقہ کار وضع کیا جائے گا۔ طالبات کے اسکولوں میں شریعت کے مطابق پردہ اور نصاب ہونا چاہیے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہاں کوئی غیر ملکی نہیں ہے۔ اپنے لوگ مارے جا رہے ہیں۔

مولانا فضل اللہ نے کہا کہ ان کا جہاد ان لوگوں کے خلاف ہے جنہوں نے 600 مجاہدین کو امریکا کے حوالے کیا اور جامعہ حفصہ و لال مسجد میں معصوم طلبا و طالبات اور علماء کو شہید کیا۔

انھوں نے مزید کہا کہ جب تک افغانستان سے کفر کے لشکر ذلتیں اٹھاتے ختم نہیں ہو جاتے، اور امارتِ اسلامیہ دوبارہ قائم نہیں ہو جاتی، ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ان شاءاللہ ہم اپنے گرم خون سے کلمہ حق بلند کرتے رہیں گے۔

❁---❁

ہم افغانستان میں کیو نکر ہارے؟

امریکہ کے معروف میگزین ''رولنگ سٹون'' میں مشہور امریکی مصنف نیر روزن کے شائع ہونے والے دلچسپ اور چشم کشا سفرنامے کا ترجمہ

ہم ایک گھنٹہ گاڑی میں بیٹھے رہے۔ اس کے شیشے بند تھے۔ آندھی زوروں پر تھی اور چند گز آگے دیکھنا ناممکن تھا۔ باہر مسلح آدمی گردوغبار میں ہیولے سے نظر آتے تھے۔ شفیق نے مجھ سے کہا کہ میں گاڑی سے باہر نکل سکتا ہوں۔ اب غصیلی طبیعت والے آدمی اور ان کے ساتھی راکٹ لانچر لیے روانہ ہوگئے۔ میں نے یہ ظاہر کرنے کے لیے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا کہ میری نیت بُری نہیں۔ شفیق نے بتایا کہ پروگرام تبدیل ہوگیا ہے اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ مجھے ایک حریف کمانڈر کے پاس لے جائیں، جو ڈاکٹر خلیل کہلاتے ہیں۔ اور میرے بارے میں وہی فیصلہ کریں گے۔

جب ہم ڈاکٹر خلیل سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے تو یوسف نے تسلی دی کہ اگر ڈاکٹر خلیل نے مجھے اپنی تحویل میں لینا چاہا تو وہ میری مدد کریں گے۔ یہ میرے لیے واحد یقین دہانی تھی۔ میں دیکھ چکا تھا کہ غزنی کا سارا صوبہ طالبان کے کنٹرول میں ہے اور اگر امریکی ہیلی کاپٹر نمودار ہوئے تو وہ فضا ہی سے ہمیں نشانہ بنانے کے سوا کچھ نہیں کریں گے۔ پریشانی میں میں نے اپنے ایک اور رابطہ کار سے موبائل پر بات کی۔ اس نے کہا: میں ڈاکٹر خلیل سے بات کر چکا ہوں۔ گھبراؤ نہیں، اگر وہ تم سے بُرا سلوک کریں گے تو یہ صرف تمھیں ڈرانے دھمکانے کے لیے ہوگا۔ شفیق نے بھی مجھ سے کہا کہ ''فکر مت کرو، اگر ضرورت پڑی تو میں تمہارے دفاع میں اپنی جان بھی دے دوں گا''۔ اب میری واحد امید پشتون مہمان نوازی تھی۔ جسے ''پشتون ولی'' کہا جاتا ہے۔ اور یہی روایت تھی جس نے 11 ستمبر کے بعد طالبان کو شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کو، بش انتظامیہ کے حوالے کرنے سے روکا تھا۔ جب ہماری گاڑی لق ودق صحرا میں آگے بڑھ رہی تھی، میں نے شفیق سے پوچھا: ''کیا ڈاکٹر خلیل اچھے آدمی ہیں؟'' انہوں نے کہا کہ وہ بھی تم جیسے ہیں۔ کوئی مسلمان بُرا نہیں ہوتا۔'' مگر ان کے اسلامی اخوت پر یقین سے میری ڈھارس نہ بندھ سکی۔

دریں اثنا ابراہیم نے ایک کال ملا کر کہا کہ انہوں نے پاکستان میں ایک طالبان رہنما اور متحدہ عرب امارات میں کسی سے بات کی ہے اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ڈاکٹر خلیل سے رابطہ کر کے انہیں کہہ دیں گے کہ وہ تمھیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ اس پر شفیق بولے: ''ڈاکٹر صاحب مجھ سے لڑیں گے، تم سے نہیں۔'' اتنے میں کابل میں میرے رابطہ کار کا پھر فون آ گیا، اس نے کہا: ممکن ہے وہ تمھیں تھپڑ ماریں مگر تمہیں ہلاک نہیں کریں گے۔ یہ سلوک صرف تمہارے بلا اجازت آنے پر تمھیں سزا دینے کے لیے ہوگا۔ وہ تمھیں بطور مہمان ایک رات اپنے پاس رکھیں گے۔ تم خوش قسمت ہو کہ تم نے مجھ سے رابطہ کر لیا'' بعد میں اس نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے یقین دلایا ہے کہ وہ شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔ ٹیپ ریکارڈر پر مجاہد کی شہادت کا ترانہ بدستور گونج رہا تھا۔

آخر کار ہم گبری اور شیر قلعہ نامی دیہات کے درمیان واقع ایک مسجد تک پہنچے۔ مجھے بتایا گیا کہ ڈاکٹر صاحب مسجد کے اندر ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ گندمی رنگت کے ایک صحت مند فرد تھے اُن کی داڑھی گہری بھوری اور سر پر سفید ٹوپی تھی۔ انہوں نے ہر ایک کا غور سے جائزہ لیا اور میرا دل ڈوبنے لگا۔ جب سب نماز ادا کر چکے تو ڈاکٹر صاحب نے یوسف کے سوا سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ ہم فرش پر بیٹھ گئے۔ میں نے بلا اجازت ان کی عملداری میں داخل ہونے پر معافی مانگی۔ انہوں نے کہا کہ تم افغان فوج کے جاسوس لگتے ہو، پھر پوچھا کہ تم نے افغانستان کا ویزا کس لیے حاصل کیا؟ میں نے کہا کہ میں یہاں اس لیے آیا ہوں کہ مجاہدین کے بارے میں لکھوں اور ان کی داستان دنیا کو سناؤں۔ وہ طنزیہ لہجے میں بولے: اگر تم انہیں اتنا پسند کرتے ہو تو ان میں شامل کیوں نہیں ہو جاتے؟ پھر انہوں نے میرے رابطہ کار کے متعلّق استفسار کیا۔ میں نے بتایا کہ وہ جمعیت اسلامی کے مجاہدین کے ساتھ معرکوں میں حصّہ لیتا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بُرا سا منہ بنا کر کہا کہ یہ شخص روسیوں کے خلاف کبھی نہیں لڑا تھا۔ پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: ''میں تمہاری چھان بین کرنے کے لیے پاکستان فون کرنے جا رہا ہوں۔ تمھیں رات مسجد میں گزارنی ہوگی۔'' میں نے احتجاج کرنا چاہا مگر وہ باہر نکل گئے۔

میں مہمان خانے میں فرش پر غمزدہ بیٹھا تھا۔ چند منٹ بعد شفیق نے سر اندر کر کے عربی میں کہا کہ ''یلا'' (چلو آؤ) میں نے سکھ کا سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پاس بیٹھے طالبان نے اصرار کیا کہ چائے تیار ہے، پی لیں۔ میں نے جلدی جلدی چائے کے گھونٹ بھرے اور شفیق کے ساتھ ہولیا۔ انہوں نے بدتر خبر سنائی کہ صبح ہمیں پھر یہاں آنا ہوگا۔ شفیق مجھے گاڑی میں بٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ مجھے مہمان خانے میں بٹھا کر ایک ٹی وی اٹھا لائے اور جنریٹر چلا دیا۔ صبح ہوئی تو مجھے سر پر فوجی طیاروں کی گونج سنائی دی۔ میں باہر نکلا تو کوئی ایک میل دور امریکی بکتر بند گاڑیاں دکھائی دیں۔ میں ان کی مدد حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اگر امریکی مجھے طالبان سمجھ کر گولی مار دینے کی غلطی نہ بھی کرتے تو بھی ان سب کو جان کے لالے پڑ جاتے جنہوں نے میری مدد کی تھی۔ میں نے پھر کابل میں اپنے رابطہ کاروں کو فون کیا تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر خلیل تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچائیں گے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ ایک بازو والے ملا ناصر قندھاری جو طالبان کی طرف سے گورنر غزنی کے فرائض انجام دیتے ہیں وہ بھی میری رہائی کے لیے کوشاں ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر ۳۱

حُرمت رسول ﷺ پر فدا ہونے والے **عامر چیمہ شہید** اور آپ جیسے ہر سرفروش کے نام

نبی ﷺ کی شانِ اقدس پہ فدا ہونا مبارک ہو
زمانے بھر میں ممتاز و جُدا ہونا مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو

سعادت جانثاری کی بڑی قسمت سے ملتی ہے
شہیدانِ وفا کو یہ سعادت، عطا ہونا مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو

مسلمانو! یہ سر تو قرض ہے عشقِ محمد ﷺ کا
جواں عمری میں یہ قرضہ ادا ہونا مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو

کرے گا جو بھی توہینِ پیغمبر ﷺ، بچ نہ پائے گا
اسی بنیاد پر ڈٹ کر کھڑا ہونا مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو

محبت اپنے پروانوں سے ہے شمعِ رسالت کو
تجھے محبوبِ محبوبِ خدا ہونا مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو

دیارِ کفر میں جھپٹا تُو اک ملعونِ فطرت پر
ترے عہدِ وفا کا یوں وفا ہونا مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو

نبی ﷺ کے دشمنوں پہ اک سکوتِ مرگ طاری ہے
ترے پیغام کا تیرِ قضا ہونا مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو

تُو جن ماں باپ کی لاٹھی تھا اس پیرانہ سالی میں
خوشی سے ان کا راضی بر رضا ہونا مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو

حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کٹ مرو

فتحِ مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تثريب عليكم اليوم کہہ کر قریش کے لئے عفوِ عام کا اعلان کیا تو ساتھ ہی چند مجرمینِ خاص کے قتل کا حکم ہوا۔ ان میں سے عبدالعزیٰ بن خطل، اس کی ایک لونڈی، حویرث بن نقید اور حارث بن طلاطل بھی تھے جنہیں قتل کیا گیا۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتے تھے اور گستاخی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم نازل فرمایا:

''یہ ملعون جہاں کہیں پائے جائیں، پکڑے جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں جیسا کہ گزشتہ مفسدین کے بارے میں اللہ کی سنت ہے۔ اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تغیر و تبدل نہ پاؤ گے''۔

(الأحزاب: ٦١، ٦٢)

ابنِ خطل اپنے قتل کا اعلان سنتے ہی بیت اللہ کے پردوں سے لپٹ گیا۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے قتل کر ڈالو (چاہے کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہو!) چنانچہ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ اور سعدؓ بن حریث نے حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہی اسے قتل کر ڈالا۔

پس اس مقام پر یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ وہ اللہ رب العالمین جسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں کہ مومنین کی آوازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوں اور اس پر اتنی سخت تنبیہ فرمائی کہ: ڈرو کہیں تمھارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں (سورۂ حجرات)...... کیا وہ ان چوپایہ نما انسانوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مسلمانوں کی یہ خاموشی قبول فرمالیں گے؟ کیا فقط جلوس نکالنا، ٹائر اور پتلے جلانا، مغربی ممالک کے جھنڈوں کو پاؤں تلے روندنا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے کافی ہوگا؟ روزِ حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے جاؤ گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوئی اور ہم انھی بے فائدہ تماشوں میں لگے رہے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا عمل کچھ اور تھا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ مدد اسی طرح ہوتی ہے؟ کیا من لي بهذا الخبيث کی نبویؐ پکار کا جواب یونہی دیا جاتا ہے؟ اگر حضرت عمیرؓ نابینا ہونے کے باوجود یہود یہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتے ہیں تو کیا ایک ارب سے زائد تعداد میں دنیا کے شرق و غرب میں بکھری امت، مٹھی بھر گستاخوں کی گردنوں تک نہیں پہنچ سکتی؟ کیا اس امت میں کوئی نہیں جو گستاخِ رسولؐ کا سر کاٹ کر بارگاہِ نبویؐ سے أفلحت الوجوه (یہ چہرے کامیاب رہیں) کی دعا کا مستحق بنے؟

ہم برباد ہوں اگر ہم اب بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں!''